تفسیر رشیدی

رشحۂ قلم قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ

جس میں
حضرت قدس سرہ العزیز کے قلم سے
قرآن پاک کی بیس سورتوں کی مختلف آیات پر معرکۃ الآراء
ہے جو ۱۳۰۴ھ میں آپ کی حیات میں شائع ہوئی تھی، اب اس میں
آپ کی تصانیف سے قرآنی آیات کی بے مثل تفسیر، قرآنی نکات اور
لطائف کا اضافہ مرتب کر کے قرآنی ترتیب پر علوم قرآنیہ پر
ایک قابلِ قدر اور ایک صدی پہلا خزانہ
پیش کیا جا رہا ہے

ترتیب و تشریح و ترجمہ از قلم

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب

ناشر
مکتبہ عبادیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملنے کا پتہ
مدنی دار التالیف بجنور

تفسیر رشیدی

رشحہ قلم قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ

جس میں
حضرت قدس سرہ العزیز کے قلم سے
قرآن پاک کی بیس سورتوں کی مختلف آیات پر معرکۃ الآراء
تفسیر ہے جو ۱۳۰۸ھ میں آپ کی حیات میں شائع ہوئی تھی، اب اس میں
آپ کی تصانیف سے قرآنی آیات کی بے مثل تفسیر، قرآنی نکات اور
لطائف کا اضافہ مرتب کر کے قرآنی ترتیب پر علوم قرآنیہ پر
ایک قابلِ قدر اور ایک صدی پہلا خزانہ
پیش کیا جا رہا ہے

ترتیب و تشریح و ترجمہ
از قلم
مفتی عزیز الرحمن صاحب

ناشر
مکتبہ عبادیہ نہٹور

ملنے کا پتہ
مدنی دار التالیف بجنور یوپی

خلیقی

toobaa-elibrary.blogspot.com

تفسیر رشیدی

رشحۂ قلم

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ

جس میں حضرت قدس سرہ العزیز کے قلم سے قرآن پاک کی بیس
سورتوں کی مختلف آیات پر مختصر [illegible] تفسیر ہے۔ جو ۱۳۰۴ھ میں
آپ کی حیات میں شائع ہوئی تھی۔ اب اس میں آپکی تصانیف
سے قرآنی آیات کی بے مثال تفسیر [illegible] نکات، اور لطائف کا
اضافہ کرکے علوم قرآنیہ پر ایک قابل قدر اور ایک صدی پہلا
خزانہ پیش ——— کیا جا رہا ہے

ترتیب و تشریح و ترجمہ

از قلم :- مفتی عزیز الرحمن صاحب

ناشر :- مکتبہ عبادیہ نہٹور

ملنے کا پتہ :- مدنی دار التالیف بجنور - (یوپی)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جملہ حقوق محفوظ

تفسیر رشیدی — از حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح
ترتیب و تشریح و ترجمہ — مفتی عزیز الرحمن صاحب
صفحات — ۱۰۴
ہدیہ
سن طباعت — سنہ ۱۳۹۰ھ
ناشر — مکتبہ عبادیہ ۔ نہٹور ۔ (یوپی)
ملنے کا پتہ :۔ مدنی دار التالیف ۔ بجنور (یوپی)
مطبوعہ :۔ اعلیٰ پرنٹنگ پریس دہلی

کتبہٗ عبد المنّان بجنوری
toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست مضامین تفسیر رشیدیؒ

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
ا	انتساب	۵
ب	ابتدائیہ	۶
ج	مسلک قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ	۱۳
د	تعارف از حضرت شیخ الہندؒ	۱۴
ہ	آداب القرآن	۲۳
س	تفسیر رشیدی	۲۳
۱	**سورۂ بقرہ**	۲۶
	لاتقولوا راعنا الخ	"
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا کفر ہے۔	۲۶
	وعلی الذین یطیقونہ الخ	۲۹
	آیت کے منسوخ ہونے پر کلام	۳۰
	اثبات صدقۃ الفطر	"
۲	**سورۂ آل عمران**	۳۱
	فاتبعونی. الخ	"
	فنافی الرسول وفنافی الشیخ کا بیان	"
۳	**سورۂ نساء**	۳۲
	وان خفتم الخ	"
	یتامیٰ سے نکاح کا بیان	
	لاتنکحوا ما نکح اٰباءکم	۳۳
۴	**سورۂ مائدہ**	۳۴
	وان کنتم مرضیٰ الخ	"

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
	غبار سے مسح کی بحث	۳۵
	انما الخمر الخ	۳۶
	مال مسروقہ وغیرہ کی حرمت	"
	نجاست خمر کا بیان	۳۸
۵	**سورۂ الاعراف**	۴۶
	ھو الذی خلقکم من الخ	"
	عبد الحارث نام رکھنے کی بحث	"
	واذکر ربک الخ	"
	ذکر جہراً کرنا	"
۶	**سورۂ نحل**	۵۳
	فاسئلوا اھل الذکر	۵۴
	تقلید شخصی پر بحث	۵۵
۷	**سورۂ کہف**	۵۶
	حتیٰ اذا بلغ الخ	
	سورج کے غروب کا بیان	
۸	**سورۂ مریم**	۵۷
	فتمثل لہا. الخ	"
	لبشر سویا پر کلام	۵۸
۹	**سورۂ حج**	۶۰
	واذ بوأنا الخ	"

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
.	شرک کی مذمت	٦١
	طواف قبور کا بیان	٦٢
	وما ارسلنا الخ	٦٣
	القاء شیطان	٦٣
	حدیث جلالین کی تردید	٦٤
	وجاھدوا الخ	٦٥
	مجاہدات صوفیا کا بیان	״
١٠	سورۂ نور	٦٧
	اللہ نور السموٰت الخ	״
	توحید ذات باری کا بیان	٦٨
١١	سورۂ الفرقان	٦٨
	غمام کی بحث	״
	قل ما یعبؤ بکم الخ	٦٩
	آیت ماقبل سے ربط	״
١٢	سورۂ الروم	٧١
	فطرت اللہ الخ	״
	قدرت خالق کا بیان	״
	فانک لا تسمع الموتیٰ الخ	٧٢
	سماع موتیٰ کی بحث	״
١٣	سورۂ لقمان	٧٣
	وان جاھداک الخ	״
	شرک کی مذمت	״
١٤	سورۂ السجدة	٧٤
	ولو شئنا لاتینا الخ	״
	امکان کذب پر بحث	״
١٥	سورۂ الفتح	٧٥
	مظلومین مکہ کا بیان	״
	جنگ نہ ہونے کی حکمت	״
١٦	سورۂ الحجرات	٧٦
	واعلموا الخ	״
	لکن کا بیان	٧٧
	فسق و کفر کا بیان	״
١٧	سورۂ ق	٧٨
	ولقد خلقنا الخ	״
	زمین و آسمان کی پیدائش	״
١٨	سورۂ النجم	٨٠
	وان لیس الخ	״
	سعی ایمان کا بیان	״
١٩	سورۂ الحشر	
	انسان کی شرافت	
٢٠	سورۂ الجمعہ	
	گاؤں میں جمعہ	

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنتساب

قبر سے اُٹھ کے پُکاروں جو رشید و قاسم
لب کو دیں بوسہ مرے مالکِ رضواں دونوں

میں نہ تفضیل کا قائل، نہ مساوات کا ہاں
مجھ سے گمراہ کی ہدایت کو ہیں یکساں دونوں

عزیز الرحمٰن غفرلہٗ
مدنی دار الافتاء بجنور
۲ر محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

حامداً و مصلیاً ۔ اللہ تعالیٰ کی ان عنایات بے غایات کا شکریہ کس منہ سے ادا کروں جو اس فقیر پر ہیں ۔ ان کا شمار دشوار تر ہے ۔ حق یہ ہے کہ ان نعمتوں کی قدر دانی بھی ناممکن ہے چہ جائیکہ ادائیگی حق ۔

اس حقیر نے کبھی کسی استاذ سے مضمون نویسی نہیں سیکھی ۔ زمانہ طالب علمی میں بجز مطالعہ کتب کے ، نہ کبھی تحریر کی طرف توجہ کی اور نہ تقریر کی طرف ، شکر خدا کہ اس نے بولنا سکھایا اور لکھنا بھی ۔

وربك الاكرم الذى علم بالقلم	وہی ذات جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی
علم الانسان مالم يعلم ۔	اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا

ان ہی عنایتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے ہمیشہ مجھے اکابر کے حالات لکھنے کی توفیق عطا فرمائی ۔ اور میرے ذہن کو اس طرف متوجہ رکھا ۔ چنانچہ سب سے پہلے اپنے شیخ محترم حضرت مدنی رح کی سیرت " انفاس قدسیہ " لکھی ۔ پھر " تذکرہ مشائخ دیوبند " لکھا ۔ جو اب چند مرتبہ شائع ہونے کے بعد ، بڑی ضخیم جلد میں شائع ہو چکا ہے جس میں تمام مشائخ طریقت حلقہ دیوبند کے حالات ہیں ۔ اس کے بعد حیات امام اعظم ابو حنیفہ رح ، تذکرہ شیخ الہند رح ، سیرت خیر العباد ترجمہ زاد المعاد اور سوانح حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رح لکھی یہ سب کچھ عنایات ربانی ہیں ۔ ورنہ بندہ بہت بے کار ہے ۔ خدا نہ چاہے تو کچھ نہ ہو ۔ یہ سب ان کا کرم ہے جو نوع بنوع کے اشتغال کے باوجود یہ سب کچھ کرا دیتے ہیں ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ورنہ میں کیا۔کوئی انسان بھی حرکت کرنے پر قادر نہیں ہے۔

ان ہی منجملہ عنایات میں سے ایک بڑی عنایت ربانی یہ بھی ہوئی کہ ۱۹۶۴ء میں ایک رسالہ جو بہت بوسیدہ ہو چکا تھا۔جس کا سن طباعت ۱۳۰۴ھ تھا۔ مجھے مل گیا۔یہ رسالہ حضرت گنگوہیؒ کی حیات ہی میں شائع ہو گیا تھا۔کیونکہ حضرت کا وصال ۱۳۲۳ھ میں ہوا تھا۔رسالہ کے مرتب حضرت مولانا محمد مظہر حسن صاحب مرادآبادی ہیں۔دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

محمد مظہر حسن عفی عنہ بخدمت ناظرین رسالہ ہذا عرض کرتا ہے کہ اثنائے قیام گنگوہ میں اکثر مکاتیب حضرت مولانا موصوف مشتمل بر مضامین علمیہ بندہ کے پاس فراہم ہو گئے تھے۔چونکہ اکثر احباب باقتضائے شوق طبعی مشقت نقل میں گرفتار اور بعضے بباعث قلت فرصت یا عدم مہارت تحریر اس فیض سے محروم تھے۔لہذا اس عاجز نے چاہا کہ تنہا اس نعمت عظمیٰ سے متلذذ نہ ہوں،۔جملہ احباب کو اس دولت علم سے فیضیاب کروں۔ پس اولاً جو مکاتیب کہ متعلق کلام الٰہی تھے یا جن میں استدلال و استنباط لطیف کسی آیت شریف سے فرمایا تھا۔تبرکاً وتیمناً ان کو مقدم رکھ کر طبع کراتا ہوں۔

اب ۱۹۶۴ء میں میری قسمت کا ستارہ جاگا اور ۱۹۶۶ء مطابق ۱۳۸۶ھ میں قریباً ۸۲ سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت میرے مقدر فرمائی تو اس کی ترتیب ثانی کا کام اپنے لئے باعث سعادت اور ذخیرۂ آخرت تصور کرتے ہوئے تہی دامنی کے باوجود قلم اٹھا لیا۔

اس رسالہ کا نام لطائف رشیدیہ تھا جس میں قرآن پاک کی مختلف پندرہ سورتوں کی وہ آیات جن میں مشکل اور معرکۃ الآرا مباحث ہیں۔جن

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں سے دو یا تین مکتوب تذکرۃ الرشید اور فتاویٰ رشیدیہ میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ مجھے جہاں تک معلوم ہے اب یہ رسالہ نایاب اور ناپید ہے۔ اسی میں میں نے تلاش و تجسس کے بعد اضافہ کیا ہے۔ اور جو مضمون جہاں سے لیا ہے اس کا حوالہ دیا ہے۔ اور تمام مباحث پر مشتمل رسالہ کا نام تفسیر رشیدی رکھ دیا ہے۔

ترتیب تفسیر رشیدی | میرا خیال ہے کہ یہ ترتیب بالکل جدید ہے اور کسی کی فکر رسا نے آج تک اس کو ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ کیونکہ کتاب کو پڑھنے کے بعد اور اس کی فہرست ملاحظہ کرنے کے بعد یہی محسوس کیا جائے گا۔ کہ کتاب کو حضرت قدس سرہٗ ہی نے مرتب فرمایا تھا۔

ابتدائیہ کی ان چند سطروں کے بعد از اول تا آخر سب کچھ حضرت قدس سرہٗ ہی کا کلام ہے۔

شروع میں حضرت قدس سرہٗ کا مسلک خود ہی ان کے قلم سے ہے۔ اس کے بعد حضرت شیخ الہندؒ کے قلم سے منظوم کلام میں تعارف ہے۔ یہ قصیدہ حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ کی شان میں تحریر فرمایا تھا۔ اب اس کے دیکھنے کو نظریں ترستی ہیں۔ اس کے بعد حضرت قدس سرہٗ کے قلم سے مختصر ابتدائیہ بعنوان آداب القرآن ہے اور یہ بھی ماخوذ ہے لطائف رشیدیہ میں یہ نہیں تھا۔

لطائف رشیدیہ میں کوئی ترتیب نہیں تھی۔ احقر نے یہ کیا کہ قرآنی سورتوں اور پھر ان کی آیتوں کو ترتیب سے لکھا اور ان کے زیرین۔ اکثر آیات میں ترجمہ .... درج کیا۔ اس کے بعد تفسیر اور تفسیر کے بعد اپنی تشریح لکھی ہے۔ تفسیر میں جو آیات و احادیث و عبارات آئی ہیں ان کا ترجمہ بھی احقر ہی کا ہے۔ آخر میں۔ تذکرۃ الرشید، ہدایت الشیعہ اور حضرت قدس سرہٗ کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

زبانِ مبارک اور قلم سے نکلے ہوئے وہ تفسیری نکات اور استنباط درج کر دیئے جو آپ کی مختلف کتابوں میں منتشر تھے۔ اب اس کتاب کو فتاویٰ رشیدیہ، مکتوبات رشیدیہ کی طرح تفسیر رشیدی کہنا بالکل درست اور صحیح ہے۔ ادارہ مکتبہ عبادیہ نے بھی اپنی وسعت بھر تفسیر رشیدی کو دیدہ زیب بنانے کے لئے کوئی بخل نہیں کیا ہے۔ جس کی بنا پر مجھے یہ لکھنے کا حق ملنا چاہیئے کہ اسلامی تالیفات میں خصوصاً ہندوستان و پاکستان میں تفسیر رشیدی پہلا نمونہ ہے جو کسی مرتب کے ہاتھ سے مرتب ہوا ہے۔

آثار علمیہ قطب الارشاد حضرت گنگوہی رح

طائفہ دیوبند میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح کو علمی اور روحانی اعتبار سے جو کمال حاصل ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔ بلکہ اس شان کا بزرگ، اور عالم، حضرت مجدد الف ثانی رح کے بعد آپ ہی ہوئے ہیں۔ آپ سے پہلے بھی بہت ہوئے اور بعد میں بھی۔

"لیکن تو چیزے دیگرے"

سن ولادت ۱۲۴۴ھ اور سن وفات ۱۳۲۳ھ ہے۔ والد ماجد مولانا ہدایت احمد صاحب کا انتقال ۱۲۵۲ھ میں ہوا اس لئے تعلیم و تربیت کا تمام بوجھ شفیق ماموں نے اٹھایا، ابتدائی تعلیم گنگوہ میں پائی تھی۔ اور پھر دہلی مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی رح کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی قابلیت کا سکہ جما دیا۔

فارغ التحصیل ہو کر جب وطن تشریف لائے۔ تو کچھ دنوں کے بعد۔ تھانہ بھون حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان سے اجازت بیعت اور خلافت حاصل کی۔ اور اس مرتبہ عالی پر فائز ہوئے کہ شیخ نے فرما دیا۔

"جو آدمی اس فقیر سے محبت و عقیدت و ارادت رکھتا ہے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کے تمام کمالات علوم ظاہری اور باطنی کو جامع ہیں بجائے میرے بلکہ مجھ سے بھی بڑھ کر شمار کرلے۔ اگرچہ معاملہ برعکس ہے وہ بجائے میرے اور میں بجائے ان کے ہوتا۔ ان کی صحبت غنیمت جاننی چاہیئے کہ ان جیسے آدمی اس زمانہ میں نایاب ہیں۔ (ضیاء القلوب)

ایک مکتوب میں حضرت حاجی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

میں نے جو ضیاء القلوب میں آپ کی نسبت کچھ لکھا ہے وہ الہام سے لکھا ہے۔ (تذکرۃ الرشید)

ایک دفعہ حاجی صاحب نے فرمایا۔

"اگر حق تعالیٰ مجھ سے دریافت کرے گا کہ امداد اللہ کیا لے کر آیا۔ تو میں مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب کو پیش کر دوں گا (تذکرۃ الرشید)

۱۲۷۶ھ میں الزام بغاوت میں گرفتار ہو گئے تھے۔ چھ ماہ جیل میں گذارے۔ پھانسی کا حکم ہونے والا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ اس کے بعد ... بالکل گوشہ گیر ہو گئے۔ پڑھانا اور اصلاح باطن آپ کا مشغلہ تھا۔ آپ ہی کی فیض صحبت کا اثر تھا کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری۔ حضرت مولانا شیخ الہند صاحب۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائپوری۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رح۔ اور حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رح جیسے حضرات پیدا ہوئے۔ جن کو ہندوستان

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں علمی اور عملی اعتبار سے چوٹی کا انسان شمار کیا جاتا ہے اور تاریخ ہند آج تک ان حضرات پر ناز کرتی ہے۔

حضرت گنگوہی رح کی زبان اور قلم سے بہت سی کتابوں کو وجود ملا۔ جو آج سند کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

۱ ــ فتاویٰ رشیدیہ :۔ حضرت قدس سرہٗ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو پہلے تین جلدوں میں شائع ہوا تھا اب قرآن محل کراچی نے اس کو مبوّب کرا کر ایک جلد میں شائع کیا ہے۔

۲ ــ مکتوبات رشیدیہ :۔ آپ کے قلمی مکتوبات کا مجموعہ جس کو حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رح نے ایک جلد میں شائع کیا تھا۔ جو میرے نزدیک ہندوستان میں مکتوبات مجددیہ کے پایہ کے ہیں اور ہر وہ شخص جس نے ان دونوں حضرات کے مکتوبات کو پڑھا ہے۔ اس کو یہی کہنا پڑے گا۔

۳ ــ کوکب دری :۔ حضرت قدس سرہٗ کی تقریر ترمذی ہے۔ جس کو حضرت مولانا محمد یحییٰ رح صاحب نے عربی میں قلم بند کیا تھا۔ اور جس کو حاشیہ کے ساتھ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ نے شائع فرمایا ہے۔

۴ ــ لامع :۔ حضرت قدس سرہٗ کی تقریر بخاری شریف ہے جس کو حضرت مولانا محمد یحییٰ۔ صاحب نے عربی میں قلمبند کیا تھا۔ اور جس کو حاشیہ کے ساتھ حضرت شیخ الحدیث نے شائع فرمایا ہے۔

۵ ــ ہدایۃ الشیعہ :۔ یہ حضرت قدس سرہٗ کی بہت پہلی کتاب ہے جو آپ نے رد شیعہ میں تحریر فرمائی تھی۔ اس وقت آپ کتابوں کی تجارت کرتے تھے۔ چنانچہ کتاب کے شروع میں تحریر فرمایا ہے۔

اما بعد پس بندہ عاجز نابود ما ابو محمود کتب فروش عفی عنہ الرب المعبود کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

چنداں علم نہیں رکھتا۔

ہوا یہ تھا کہ ۱۲۸۹ھ میں کسی شخص محمد ہادی نے فرقہ امامیہ کی طرف سے علمائے اہل سنت والجماعت سے دس سوال کئے تھے جن کو اشتہار کی صورت میں بڑی تعداد میں شائع کیا گیا تھا۔ ہدایۃ الشیعہ میں حضرت قدس سرہٗ نے ان سوالات کے جوابات مدلل تحریر فرمائے تھے۔

۶۔ البراہین القاطعہ:۔ رد بدعت میں بہترین کتاب ہے (۷) امداد السلوک (۸) زبدۃ المناسک (۹) رسالہ تراویح (۱۰) رسالہ جمعہ:۔ اس رسالہ کی شرح حضرت شیخ الہندؒ نے احسن القریٰ کے نام سے لکھی ہے جو بہت ضخیم ہے (۱۱) ہدایت المعتدی (۱۲) سبیل الرشاد (۱۳) رسالہ وقف (۱۴) رسالہ احتیاط ظہر۔

۱۵۔ تفسیر رشیدی:۔ یہ بھی آپ ہی کا کارنامہ ہے جس کے متعلق عرض کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے۔ آمین) فقط والسلام

عزیز الرحمٰن غفرلہٗ

مدنی دارالافتاء بجنور

۲ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلک قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح

(صاحب تفسیر ہذا)

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم ۔ مالک یوم الدین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا محمد سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین وعلیٰ مجتہدی ملتہ واتباعہم الیٰ یوم الدین ۔ اما بعد

احقر العباد بندہ رشید احمد گنگوہی رح عفا اللہ تعالیٰ عنہ بخدمت ارباب فہم و دیانت عرض کرتا ہے ، کہ بندہ کا مذہب حسب مسلک حق جملہ اہل حق و دین یہی ہے کہ جس مسئلہ میں صحابہ و مجتہدین علیہم الرحمۃ کا اختلاف ہو تو اس میں سے جس جانب کو اپنی تحقیق سے یا تقلید کسی مجتہد اہل حق سے راجح سمجھے ، اس پر عمل دائم رکھے ، اور دوسری جانب پر بھی کوئی طعن و تشنیع نہ کرے اور عند الضرورت اس پر عمل بھی کرے ۔ اسی وجہ سے یہ بندہ عاجز کہ حنفی المذہب ہے کسی اہل مذہب پر طعن نہیں کرتا ، اور نہ اپنے مذہب کی خواہ مخواہ ترجیح کے درپے ہوتا ہے ۔ مگر عند الضرورت جہاں کچھ رفع فساد یا اصلاح منصور ہوتی ہے ، تو اس مسئلہ میں کچھ لکھ دیتا ہے ۔ مذاہب سب حق ہیں ۔ مذہب شافعی پر عند الضرورت عمل کرنا کچھ اندیشہ نہیں مگر نفسانیت اور لذت نفسانی سے نہ ہو ۔ عذر یا حجۃ شرعیہ سے ہووے کچھ حرج نہیں ہے ۔ سب مذاہب کو حق جانے کسی پر طعن نہ کرے سب کو اپنا امام جانے ۔ فقط

کتبہ الاحقر بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ)

مرتب :- عزیز الرحمٰن غفرلہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

تعارف

حضرت مولانا گنگوہیؒ اور حضرت مولانا نانوتویؒ

از قلم

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ

مرتب و پیش کردہ

خاکپائے اکابر ــــــــ عزیز الرحمٰن غفرلہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب ہوئی رحمت باری ہوئے مرسل نازل
اہلِ عالم کے لئے احمد و قرآن دونوں

رحمت حق کیلئے ہیں یہی دو اصل اصول
اور ہدایت کیلئے ہیں یہی ارکان دونوں

پر نہوں سائق و قائد جو رشید و قاسم
ہم کو کیونکر ملیں یہ نعمت یزداں دونوں

کون سمجھائے ہمیں مطلب اللہ و رسول
کون سکھلائے ہمیں سنت و قرآن دونوں

کون بتلائے ہمیں علم و عمل کی گھاتیں
کون دکھلائے رہ شبلی و نعمان دونوں

یہ بہار چمن دین ہے ان کے دم سے
طوطی و زاغ ہیں اس چمن خوش الحاں دونوں

ان کے ہی فیض سے شاداب ہیں اور بار آور
علم و اخلاق کے پژمردہ گلستان دونوں

ظلمت جہل گئی علم میں پھر جان آئی
شمس الاسلام ہیں اور چشمۂ حیوان دونوں

ناسک و معتمر و حافظ و عالم غازی
حامی دین متین ماحی طغیان دونوں

کائن و بائن و فانی و صفی و باقی
سالک راہ یقین عارف یزدان دونوں

عارج و نازل و محبوب و محب واصل
قطب ارشاد ہیں اور مرکز عرفان دونوں

ضارب راس عدی فارق حق و باطل
قاسم بزم ہدیٰ جامع فرقان دونوں

راشد و قاسم خیرات و رشید و مرشد
قبلۂ دین ہیں اور کعبۂ ایمان دونوں

خسرو علم و عمل تاجور اہلِ طریق
مسند فقر کے ہیں قیصر و خاقان دونوں

مظہر فیض اتم جمع اخلاق و شیم
معدن لطف و کرم مخزن احسان دونوں

بحر مواج طریقت کے ہیں دو چشمۂ فیض
گلبن شرع کی ہیں سنبل و ریحان دونوں

باغ امداد الٰہی کے ہیں دو سرو رواں
شمع ہیں نور محمد کے درخشان دونوں

سرمۂ دیدۂ توحید ہیں سبحان اللہ
جبین ایمان و رسالت کے ہیں انسان دونوں

محمل قول نبی کا مظہر لا یدری
من یجدد و بہم الدین کے شایان دونوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

وہ تناسب کہ تھا مابین خلیل و خاتم
رکھتے عیسیٰ سے ہیں یہ مہدیٔ دوراں دونوں

شرک و بدعت سے کیا صاف رہِ سنت کو
پھر غلط کیا ہے کہ ہیں ناسخِ ادیان دونوں

سامریان زمانہ سے بچایا دین کو
میں تو کہتا ہوں کہ ہیں موسیٔ عمران دونوں

لطف و فیض ان کا نہ ہو جس کی امید و ڈر سے
ہیں تردد میں عجب عاصی و شیطان دونوں

نظرِ مہر و غضب ان کی ہے وہ جس کو بغور
تکتے رہتے ہیں سدا مالک و رضوان دونوں

دل مردہ کیلئے صحبت و خدمت ان کی
قم عیسیٰ سے نہیں کم کسی عنوان دونوں

ہم نشیں چھوڑ مساوات یہ ہی دو ہستی
مجکو آتے ہیں نظر ایک مری جان دونوں

میں نہ تفضیل کا قائل نہ مساوات کا ہاں
مجھ سے گمرہ کی ہدایت کو ہیں یکساں دونوں

مرے ہادی مرے مرشد مرے ماویٰ ملجا
مرے آقا مرے مولیٰ مرے سلطان دونوں

زہے قسمت ہوا کیا خوب قرانِ السعدین
برجِ خاکی میں بہم ہیں مہِ تاباں دونوں

ان میں جو ربط ہے سمجھے تو نہ دیکھا نہ سنا
دونوں دلدادہ ہیں اور دلبر جاناں دونوں

فرقدین اور نہ دیکھیں جنہیں ہم دو دیکھیں
اتحاد ان کا تو ہوں ششدر و حیران دونوں

قرب جسمانی پہ ہے اُن کے تعلق کا مدار
قرب روحانی سے ہیں یک دل و یک جان دونوں

ایک صورت ہی نظر آتے ہیں جس کے دو عکس
اک حقیقت ہے کہ ہیں جس کے یہ عنوان دونوں

دونوں کو دیکھوں تو آتے ہیں نظر ایک مجھے
ایک کو دیکھوں تو ہیں اس میں نمایاں دونوں

جب تلک ایک ابھی باقی ہے سمجھتا ہوں کہ ہیں
کار فرمائے بدی زینتِ گیہاں دونوں

جب کسی دل میں جگہ کرتے ہیں تو دونوں ساتھ
اور نکلتے ہیں تو نکلیں ہیں پریشاں دونوں

عشق کا ذکر ہے کیا بغض و عداوت انکی
جوں ہی دل میں ہیں ہیں توام پنہاں دونوں

کبھی کہتا ہوں کہ اک جان ہیں اور دو قالب
کبھی کہتا ہوں یک قالب و یک جان دونوں

کبھی کہتا ہوں کہ ہیں مظہر اسماء و صفات
کبھی کہتا ہوں کہ ہیں مظہر جاناں دونوں

سلسلہ ان کے کمالات کا جب طے نہ ہوا
تھک کے کہنا پڑا آخر کہ ہیں یکساں دونوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

سب کمال ان میں ہیں کس کس کو بتاؤں لیکن
بے مثل ہوتے اگر ہوتے نہ یکساں دونوں

بحر زخار ہیں لیکن نہیں ساحل کا پتہ
ابر رحمت ہیں مگر ہیں گہر افشاں دونوں

مرہم خستہ دلاں ہیں یہ مسلّم لیکن
زخم دل پر ہیں مرے کیوں نمک افشاں دونوں

بغض فی اللہ سے ہیں قہر خدائے قہار
حب فی اللہ سے ہیں رحمت رحمان دونوں

ان کے صدقہ سے غریبوں کے مطالب اغراض
سہل و دشوار خدا نے کئے آسان دونوں

برومندی تمنا میں تردد نہ رہا
کشت مطلب کیلئے جیسے ہیں دہقان دونوں

غرق گرداب بلا کے لئے دونوں الیاس
گمشدہ رہ کیلئے خضر بیاباں دونوں

غلبۂ شوق میں باقی نہ رہا ضبط نفس
لب تلک آتے ہیں ہو نالہ و افغاں دونوں

نور افشاں ہوں اگر عارض جاناں دونوں
مطلع مثل خفاش مہ و مہر ہوں حیران دونوں

دل و جاناں نذر ہیں گر حسن جمال جاناں
صوری و معنوی ہیں جان کے خواہاں دونوں

گیسو و خط مری نظروں میں سمائے کیسکے
غارت آتے ہیں نظر سنبل و ریحاں دونوں

دام ایمان و رگ جاں کمند وحدت
کیا بتاؤں کہ ہیں کیا گیسو پیچاں دونوں

ہیر دو ابرو ہیں پئے شام غریباں دو ہلال
یہ بھی تسلیم کہ ہیں تیغ صفاہاں دونوں

بخیہ ساز دل مجروح للہ الحمد
ان کے تار نظر و سوزن مژگاں دونوں

کیا ہی صانع نے ہلالین لکھی مصحف پر
رخ دلکش پہ ہیں ابرو جو نمایاں دونوں

دین و دل کو لب جاں بخش ہیں آب حیواں
کہوں کس منہ سے کہ ہیں لعل بدخشاں دونوں

صدف دل میں گہر ریز ہیں اللہ اللہ
الحق اسکے لب جاں بخش ہیں نیساں دونوں

گفتگو چہرۂ انور کی مساوات میں ہے
ہمنے مانا کہ مہ و خور بھی ہیں رخشاں دونوں

ان سے روشن ہے فقط ارض و سما اور اس سے
دل منور ہوئے اور گور غریباں دونوں

لب شیریں کی وہ تقریر ہے آتے ہیں نظر
بحر شیریں سے نکلتے در و مرجان دونوں

یاد میں کس کی قد و رخ کے ہیں سرگرم فغاں
بلبل نغمہ سرا قمری نالاں دونوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرق اتنا ہی وہ مژگاں کا ہی یہ پیکان کا — نیم بسمل ہیں مگر گبر و مسلماں دونوں

کشتۂ خنجر تسلیم کے کشتوں کو ہیں ایک — لذت وصل ہو یا ہو غم ہجراں دونوں

اس کی محفل میں ہیں یوں بیٹھے ہوئے دل اور ہم — جیسے ہم بزم ہوں دو اور پشیماں دونوں

اس تمنا میں کہ شاید کہیں بن جائیں ایاز — من و محمود شدہ بندہ جاناں دونوں

چھوڑ انداز غزلخوانی کہ ہے جائے ادب — مدح گر مدح کہ ہیں مدح کے شایاں دونوں

ان کا یہ عز و علیٰ اور مرا یہ عجز و قصور — ناطقہ کیلئے ہیں حاجب و درباں دونوں

سر بزانوئے تحیر ہیں خیال و ادراک — خامہ و ناطقہ ہیں سر بگریباں دونوں

اس زمیں میں لکھوں کیا خاک کہ صدیق و ذو ہیں — بیٹھے ہیں ہاتھ دھرے زیر زنخداں دونوں

مور مسکیں ہائے غضب احمد و عبد الرحمن — ہوئے ہیں طالب توصیف سلیماں دونوں

مرے محسن مرے مخلص مرے مخدوم و مطاع — رنج افزائے دل خاطر ویراں دونوں

قاسم خیر و رشید احمد ذی شان دونوں — مطلع — ہیں مسیحائے زماں یوسف کنعاں دونوں

باغ تسلیم و رضا کے گل خنداں دونوں — گلشن قدس کے ہیں مرغ خوش الحان دونوں

ان سے راضی ہے خدا، وہ ہیں خدا سے راضی — کیوں نہ قربان کروں ان پہ دل و جان دونوں

بحر توحید و معارف کے نہنگ خونخوار — دشت تجرید کے ہیں شیر نیستاں دونوں

فیض و رحمت کیلئے دونوں سحاب و میزاب — علم و حکمت کے لئے منبع و میزان دونوں

بن گئے ان کے تصدق سے مقام محمود — کیوں نہ نانوتہ و گنگوہ ہوں نازاں دونوں

فخر دین حجت اسلام محی السنۃ — معدن علم و حکیم ثانی لقمان دونوں

کچھ حقیقت کیلئے راعی و جویاں ہی نہیں — ہیں شریعت کے اولی الامر جہانباں دونوں

بھاڑ میں حکمت یونان کو ڈالو دیکھو — مل گئے پیشبر و حکمت و ایمان دونوں

کہا یا سقراط نے سم خم میں چھپا افلاطون — ان کی آمد کا مگر رکھتے تھے اذعان دونوں

سن لیں مقتولوں سے گر ذکر شجاعت ان کا — الاماں کہنے لگیں سام و نریمان دونوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

پرتو افگن ہوا گر ان کا وقار و عظمت
قطب بن جائیں ابھی نیر تاباں دونوں

عمل و علم ہیں کامل جو نظر پڑتے ہیں
روبرو ان کے ہیں اک طفل دبستاں دونوں

اہل اشراق کو تشبیہ میں ان سے دیتا
ایک ہو سکتے اگر دیو و سلیماں دونوں

وائے نادانی لکھوں مدح میں اُن کے جو کچھ
مادح و ذام نظر آتے ہوں یکساں دونوں

وائے ناکامی اگر ہوں نہ عیاذاً باللہ
روز محشر میں مرے حال کے پرساں دونوں

غرق امواج معاصی ہوں نہیں شکل نجات
ناخدا ہوں مری کشتی کے مگر ہاں دونوں

علم رکھتا ہوں سو بے سود عمل ہیں سو خراب
دل و جان رکھتا ہوں لیکن ہیں پریشاں دونوں

جُز تہید ستی و یاس اور نہیں کوئی رفیق
مونس و یار ہیں بس حسرت و ارماں دونوں

مجکو غفلت سی ہے نسیان تو نسیاں سی سہو
حیف کس درجہ بڑھے غفلت و نسیاں دونوں

دیکھ کر اُن کی نظر ہم سے سیہ کاروں پر
نفس و ابلیس ہیں انگشت بدنداں دونوں

میر ساماں ہیں وہ گرچہ ہوں میں بے ساماں
نیم جاں گرچہ ہوں رکھتا ہوں مگر جاں دونوں

ان سے نسبت ہے مجھے نسبت قالب مقلوب
ان کی رفعت مری پستی ہوئی یکساں دونوں

ہیں وہ خورشید تو میں ذرّہ وہ ہیں عین میں ظل
ایک قطرہ ہوں جو ہیں قلزم و عمّاں دونوں

فخر کو میرے یہ کافی ہے ہوں اتنا ناقص
کہ ہیں جس درجے کے کامل مرے سلطاں دونوں

ہے نہاں خانۂ دل گرچہ خراب و خستہ
جلوہ فرما ہیں مگر اُس میں یہ مہماں دونوں

تیرہ روزی پہ نجاؤ مری دیکھو تو سہی
میرے ویرانہ میں ہیں شمع شبستاں دونوں

گمرہی سے نڈر و قافلہ والو دیکھو
ہیں بشیر و آ چکے ہیں کیسے حُدی خواں دونوں

بیکسوں پر ہیں شفیق اور غلاموں پہ فدا
عام ہیں سب کیلئے رحمت و رضواں دونوں

جس کی پیشانی پہ ہے داغ غلامی ان کا
اُس کے نزدیک ہیں کیا قیصر و خاقاں دونوں

خوشہ چینوں کو نظر آتے ہیں اُن کے یکساں
زٹل جعفری و حکمت یونان دونوں

ان کے کوچہ کے فقیروں کو خدا کی قدرت
ایک آتے ہیں نظر خسرو و ساساں دونوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک رتبہ میں ہیں یہاں مادر و حاتم ہر دو
ایک طبقہ میں ہیں یہاں باقل و سحباں دونوں

ایک حالت میں ہیں یہاں کامل و ناقص واللہ
ایک منصب میں ہیں یہاں عاقل و ناداں دونوں

ایک ہی درزہ و شہد شہد کی یہاں کیفیت
ایک درجہ میں ہیں سعد اکبر و کیواں دونوں

جو کمالات و معارف ہیں خلاف سنت
ان کے نزدیک ہیں وشیٔ من الاوثان دونوں

رویت النفس و آفاق کو چپل جوز و مویز
جانتے ہیں کہ ہیں بازیچۂ طفلاں دونوں

جامع عشق و شریعت ہیں بتائے تو کوئی
یوں بہم کس نے کئے ساغر و سنداں دونوں

اے نوا سنج انا الحق اسے کہتے ہیں کمال
کہ ہیں یہ سوختہ جاں اور ادب داں دونوں

دیکھیں ممدوح کو میری تو بیاضیں اپنی
غالباً دیویں جلا سعدی و سلماں دونوں

ہے گر انکار کے قائل تو رسالت ان کی
ورنہ ہیں جامع ہر خوبی امکاں دونوں

وہ کمالات و بشارات کہ ہیں قرآں میں
ہیں جب ان کیلئے یہ مجمل و تبیاں دونوں

عین حق ہی جو کہیوں میں ہیں تامل کیا ہے ق
کہ ہیں ممدوح پہ یہ حضرت رحماں دونوں

پھر کرے مدح ثنا الرسول کی نجیب سا ناداں
صاف ظاہر ہے کہ ہے ہرزہ و ہذیاں دونوں

ابن عربی و غزالی و جنید و نعمان ق
مسند علم و عمل جن پہ ہیں نازاں دونوں

یہی حسرت تھی کہ افسوس نہ دیکھا ان کو
یار و ہمساز تھے محرومی و حرماں دونوں

بخدا دیکھ کے دیدار رشید و قاسم
دل سے [illegible] محو ہوئے حسرت و ارماں دونوں

مصطفیٰ حق عز و جل [illegible] اور یہ دونوں قاسم
ہادی اللہ کے اور منذر عریاں دونوں

عہد کے اپنے [illegible] بسطامی و مصری و بصری
زہرے و علقمہ و شعبہ و سفیاں دونوں

[illegible]
[illegible]

جب تلک عالم فانی ہے قائم یا رب
اور عالم میں رہیں طاعت و عصیاں دونوں

فیضیاب ان سے رہیں اہل جہاں اور ان پر
رہیں نازل ہوں تری رحمت و رضواں دونوں

انکی الفت [illegible] مروں انکے غلاموں میں اٹھوں
سینہ ہو چاک مرا اور آنکھیں ہوں گریاں دونوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

دل میں ایمان ہو ایمان میں ہو عشق انکا
زیبِ لبِ عشق میں ہوں نالہ و افغاں دونوں

دل کے سو ٹکڑے ہوں ہر ٹکڑے میں سودا انکا
جان صد پارہ ہو ہر پارہ میں پنہاں دونوں

دردِ غم روزِ قیامت میں کرے جب مضطر
یا الٰہی ہوں مرے درد کے درماں دونوں

ضغطۂ نزع و لحد فتنۂ محیاد ممات
دونوں کے صدقہ میں یا اللہ ہوں آساں دونوں

جاؤں عرصات میں جب خائف و نادم تہی دست
دونوں ہاتھوں میں ہوں دونوں کے داماں دونوں

قبر سے اُٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم
بوسہ دیں لب کو مرے مالک و رضواں دونوں

ہادیٔ خلق رہیں ان کے غلام و خدّام
اور حُسّاد و عدو غول بیاباں دونوں

ان کے اصحاب رہیں تکیہ زن مسندِ دین
خصم و بدخواہ رہیں خوار و پریشاں دونوں

آل و اتباع ہوں مسعود و سعید و طیب
اور بداندیش و شقی خائب و خسراں دونوں

اُن کے چہرہ پہ رہے غازۂ امن و ایماں
زیبِ سر انکے رہے نکبت و خذلاں دونوں

عاقبت ان کے محبّوں کی ہو یا رب محمود
اور مخالف کو سزا ذلت و خسراں دونوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

مخدراتِ سراپردہ ہائے قرآنی
چہ دلبرند کہ دل می برند پنہانی

تفسیرِ رشیدی

جس میں حضرت قدس سرہٗ العزیز کے قلم سے قرآن پاک کی بیس سورتوں کی مختلف آیات پر معرکۃ الآراء تفسیر موجود ہے۔ جو ۱۳۰۴ھ میں آپ کی حیات میں شائع ہوئی تھی۔ اب اس میں آپ کی تصانیف سے قرآنی آیات کی بے مثل تفسیر، قرآنی نکات" اور لطائف کا اضافہ کرکے علوم قرآنیہ پر ایک قابل قدر اور ایک صدی پہلا خزانہ پیش کیا جارہا ہے

مرتبہ:- عزیزالرحمٰن غفرلہٗ

toobaa-elibrary.blogspot.com

آداب القرآن

از

رشحۂ قلم قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ

حامدًا و مصلیًا

لیس منّا من لم یتغن بالقرآن۔	وہ ہم میں سے نہیں جو قرآن میں تغنی نہ کرے۔

اس حدیث میں مراد حسن صوت سے اور خوش الحانی سے پڑھنا ہے ۔ اور ایسی طرح تغنی کرنا کہ حروف میں زیادتی وکمی نہ ہو جائز بلکہ مستحسن ہے ۔ اور ایسی طرح پڑھنا کہ حروف میں کمی و زیادتی ہو پیدا ہو جاوے جائز نہیں۔

تین دن سے کم میں قرآن پڑھنا ، کراہت کسی حدیث سے ثابت نہیں ، بلکہ یہ ہے کہ ایسے پڑھنے میں تام نہیں ہوتا۔ مگر پڑھنے میں ثواب بلا کراہت ہے۔

عاصم قاری کے نزدیک جن کی قرائت ہندوستان میں پڑھی جاتی ہے۔ اور تمام قرآن مطبوعہ اسی کے مطابق ہیں۔ بسم اللہ ہر ہر سورت کا جزو ہے ۔ لہذا ان کے نزدیک ہر سورت کے اوپر بسم اللہ کو جہر کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ اور امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے۔ کہ بسم اللہ ایک آیت قرآن شریف کی ہے ۔ اس کو کہیں ایک جگہ جہر سے پڑھ دینا چاہیئے۔ سوائے سورۂ نمل کے پس جو لوگ کہ مذہب حنفیہ کی رعایت رکھتے ہیں وہ بسم اللہ کو ایک دفعہ پکار کر پڑھ لیتے ہیں ۔ سوائے سورۂ نمل کے۔ کیونکہ یہ بسم اللہ کسی سورۃ کا جزو نہیں ، مستقل آیت ہے امام صاحب کے نزدیک ، پس برعایت مذہب حنفیہ جس سورت کے ساتھ چاہے اس کو پڑھ دیوے کوئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

قید نہیں، اور اگر رعایت قاری عاصم کی منظور ہے تو ہر ہر سورت کے اوپر جہر پڑھنا چاہیئے درصورت مذہب حنفیہ میں کوئی احتیاط کی بات نہیں یکساں ہے۔[1]

حدیث ابوداؤد میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ انفال اول نازل ہوئی تھی اور توبہ اخیر میں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہ فرمایا تھا کہ یہ دو سورتیں ہیں یا ایک، اور قصہ دونوں کا شبیہ تھا۔ لہٰذا بسم اللہ توبہ پر نہ لکھی شاید انفال کا جزو ہو، اور جمع بھی نہ کیا کہ شاید دو سورتیں ہوں۔ لہٰذا فصل بلا تسمیہ کے کر دیا۔ اور بسم اللہ اگر کوئی اس پر پڑھے بلا کراہت درست ہے اور جو معمول بعض کا ہے کہ بجائے تسمیہ کے اعوذ پڑھتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور دوسری روایت جو حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں وہ چنداں معتبر نہیں۔ وجہ تسمیہ نہ لکھنے کی جو حضرت عثمانؓ سے نقل ہوئی معتبر ہے۔[2]

قرآن شریف کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا درست ہے قرآن شریف کلام الٰہی ہے۔ اس کی جس قدر تعظیم ہو بجا۔

(اگر قرآن پاک ہاتھ سے گر جائے) یہ امر کہیں ثابت نہیں اختراع عوام کا

---

[1] مطلب یہ ہے کہ نماز میں تسمیہ جہراً پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟ اس کے متعلق حضرتؒ نے تحریر فرمایا۔ ورنہ تلاوت کلام پاک کرتے ہوئے تو تسمیہ ضرور پڑھا جائے گا۔

[2] مطلب یہ ہے کہ سورۂ انفال اور سورۂ توبہ کے درمیان تسمیہ مکتوب نہیں ہے۔ اس کی تشریح حضرتؒ نے فرمائی ہے۔ جہاں تک اس جگہ پڑھنے کا سوال ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ قاری اوپر سے پڑھتا آ رہا ہے تو سورۂ توبہ شروع کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے۔ اور اگر یہیں سے تلاوت یا قراءت کرتا ہے تو پھر وہی طریقہ ہے کہ تعوذ و تسمیہ دونوں پڑھے جائیں گے۔

(عزیز الرحمٰن غفرلہٗ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے۔ البتہ صدقہ دینا ایسی حالت میں اچھا ہے۔ اس سے کفارہ معاصی کا ہوتا ہے۔ مگر واجب نہیں۔ بشرط قدرت کے صدقہ کر دیوے خواہ کچھ ہو۔ خواہ کسی قدر ہو اس کے دیگر سب لغو بے اصل ہے۔

جنابت کی حالت میں مصحف شریف کا اُٹھانا جزودان میں یا کسی شے سے پکڑ کر درست ہے۔ اور مس کرنا حرام ہے۔ اگرچہ دوسری جگہ (بلند) کے رکھنے کے واسطے ہو۔

عورت کو حیض و نفاس میں سوائے قرآن شریف کے سب اذکار درست ہیں۔ لہٰذا مراقبات و اشغال مشائخ بھی جائز ہیں۔ اور صحبت پیر میں بیٹھ کر اس کو توجہ لینا بھی درست ہے۔ مگر دخول مسجد حائضہ و نفسا کو حرام ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں لکھا ہے۔

جو حافظ اجرت پر سناتے ہیں وہ سنانا عبادت نہیں پس اس کو سننا بھی نہیں چاہیئے۔

ورق قرآن اگر کسی کے پاس ہوں۔ گھول کر پانی یا کسی شئی میں پی لے وے یا ادب کے ساتھ پارچہ پاک میں لپیٹ کر کسی ایسی جگہ کہ پامال نہ ہوتی ہو دفن کر دے

فقط

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاوی رشیدیہ)

(مرتب عزیز الرحمن غفرلہٗ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكَافِرِيْنَ

ایمان والو! تم راعنا نہ کہو اور کہو انظرنا اور سنتے رہو اور کافروں کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ (بقرہ ۱۳)

عذاب دردناک ہے۔

تفسیر شاعر اپنے اشعار میں بعض مرتبہ صنم یا بت کے الفاظ یاد کرتا ہے (اس کے متعلق ارشاد ہے) یہ الفاظ بولنے والا اگرچہ معانی حقیقیہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی و اہانت و اذیت ذات پاک حق تعالےٰ شانہٗ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ حق تعالےٰ نے لفظ "راعنا" بولنے سے صحابہ کو منع فرما دیا اور "انظرنا" کا لفظ عرض کرنا ارشاد کیا حالانکہ مقصود صحابہؓ معاذ اللہ ہرگز وہ معنی کہ یہود لیتے نہ تھے مگر ذریعہ شوخی یہود کا اور موہم اذیت و گستاخی جناب رسالت کا تھا۔ لہٰذا حکم ہوا لا تقولوا راعنا (الخ) اور علیٰ ہٰذا حضرات صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہرگز بوجہ اذیت و گستاخی معاذ اللہ نہ تھا۔ بلکہ حسب عادت اور طبع تھا مگر چونکہ اذیت و بے اعتنائی شان والا کا اس میں ایہام تھا، یہ حکم ہوا

يا ايها الذين آمنوا لا ترفعوا	اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی
اصواتكم فوق صوت النبي ولا	آواز پر بلند نہ کرو اور ان کو ایسے
تجهروا له بالقول كجهر بعضكم	نہ پکارو جس طرح آپس میں ایک
لبعض ان تحبط اعمالكم وانتم	دوسرے کو پکارتے ہو (اس سے)
لا تشعرون۔	تمہارے اعمال ختم ہو جائیں گے
	اور تمہیں خبر بھی نہ ہو گی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیا صاف حکم ہے کہ اگرچہ تمہارا قصد گستاخی نہیں مگر اس فعل سے حبط اعمال ہو جائیں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی۔ اور ایسے ہی حدیث شریف

لاتکنوا بکنیۃ ابی القاسم — ابوالقاسم کنیت نہ رکھو۔

آپ کی حیاتِ شریفہ میں منع ہو گئے تھے۔ بوجہ اذیت ذات سرور عالم کے کہ کوئی کسی کو پکارے گا تو آپ یہ سمجھ کر کہ مجھکو ندا کرتا ہے۔ التفات فرمائیں گے حالانکہ نادی ہرگز اذیت سرور عالم کا ارادہ نہ کرتا تھا۔ اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ اشعث بن قیس کندی جب آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا آپ ہم میں سے نہیں ہیں اور یہ عرض (والغیب عند اللہ) بایں وجہ تھی کہ سب عرب از قریش تا کندہ بنو اسماعیل ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے ماموؤں کو تہمت زنا مت لگا اور ہمارے نسب کی نفی ہمارے باپوں سے مت کر۔ ہم اولاد نضر ہیں۔ دیکھو کہ اس لفظ میں۔ لفظ ایہام بعید کو کس قدر آپ نے نفی کر کے نہی فرمایا۔ اور ادب کلام کا تلقین کیا و علیٰ ہذا خبثت نفسی کو منع فرمایا۔ اور لقست نفسی کی اجازت دی کہ وہ بظاہر سخت لفظ ہے گو معنی ایک ہیں۔ الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اذیت ظاہرہ ہے۔ پس ان الفاظ کو بکنا کفر ہوگا

ان الذین یوذون اللہ ورسولہٗ	جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے
لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ	ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا
واعد لھم عذابا مھینا۔	میں بھی اور آخرت میں بھی اور انکے لئے

ذلت کا عذاب تیار کیا گیا ہے۔

شفا میں بیان کیا ہے۔

الوجہ الثانی وھو ان یکون	دوسری وجہ یہ ہے کہ (مذکورہ الفاظ
القائل لما قال فی حبہ	قائل نے آپ کی محبت میں کہے ہوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

صلی اللہ علیہ وسلم غیر قاصد
للسب والازراء ولا معتقد
لہ ولکنہ تکلم بکلمۃ الکفر
من لعنہ او سبہ او تکذیبہ
او اضافۃ ما لا یجوز علیہ او
نفی ما یجب لہ مما ھو فی حقہ
علیہ السلام نقیصۃ الی ان
قال او یاتی بسفہ من القول
او قبیح من الکلام ونوع من السب
وان ظھر بدلیل حالہ انہ
لم یعتمد ذمہ ولم یقصد سبہ
اما لجہالۃ او لضجر او سکر
او قلۃ مراقبۃ وضبط لسانہ
او عجز فیہ وتہور فی کلامہ فحکم
ھذا الوجہ حکم الوجہ الاول
القتل دون تلعثم
انتھی ملخصاً

گالی اور برائی کے ارادے سے
نہ کہے ہوں اور نہ اس کا اعتقاد
رکھتا ہو۔ لیکن اس نے کلمہ کفر لعن
یا گالی یا تکذیب نامناسب بات
کی نسبت کر دی۔ یا نفی ایسی چیز
کی کر دی جو حضور کے حق میں عیب
ہے (اور فرمایا) یا کوئی بیہودہ بات
یا کلام کیا یا کسی قسم کی گالی دیدی
اگر دلیل ظاہر سے قائل کے بارے
میں معلوم ہو گیا کہ اس نے ذم اور
گالی کی نیت سے نہیں کہا۔ یا جہالت
یا ٹھٹول یا نشہ کی حالت۔ یا
قلت تدبر میں یا زبان درازی سے
یا کلمات سے عاجز ہونے کی حالت
میں کہدیا تو حکم اس وجہ کا اور
پہلی وجہ کا قتل ہے نہ کہ توقف

پس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیئے۔ اور مقدور ہو تو اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہیئے کہ موذی و گستاخ شان جناب کبریا و تعالیٰ شانہٗ اور اس کے رسول امین صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(لطائف رشیدیہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

تشریح | حضرت قدس سرہٗ نے مندرجہ بالا آیت مبارکہ کی تفسیر میں چند چیزوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جن کی تشریح اس جگہ کی جاتی ہے

لاتکنوا بکنیتی — میری کنیت نہ رکھو

آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ آپ کی موجودگی میں شرعاً آپ کی کنیت رکھنے کا کسی کو حق نہیں تھا۔ لیکن آپ کے بعد جائز ہوگیا۔ وجہ حضرت قدس سرہٗ نے بیان فرمادی ہے

مسلم شریف میں روایت ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ	آپ نے ارشاد فرمایا تم میں سے
وسلم قال لایقول احدکم	کوئی اپنے کو خبیث نہ کہے بلکہ
خبثت نفسی ولیقل لقست	اس کے ہم معنی لقست نفسی کہدے
نفسی	

مطلب یہ ہے کہ دل تنگی کے وقت اپنے کو بُرے الفاظ سے یاد نہ کرے بلکہ اس کے ہم معنی کوئی دوسرا اچھا لفظ کہدے۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ

اور جن کو طاقت ہے روزہ کی ان کے ذمہ بدلہ ایک فقیر کا ہے۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ (بقرہ)

پھر جو کوئی خوشی سے کرے نیکی تو اچھا ہے اس کے واسطے۔

تفسیر | شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے مراد فدیہ طعام مسکین سے صدقہ فطر لیا ہے تو اب بعد کی آیت میں فرمایا اگر زیادہ (ان تطوع خیراً) ایک آدمی کی خوراک سے دو تو بہتر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ زیادہ قدر فرض سے دینا اولیٰ ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور یہ آیت

اَن تصُومُوا خیرٌ لکم یہ کہ تم روزہ رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے

جدا جملہ ہے بتاکید صوم کہ ہر گاہ کہ صوم کی مشقت اور فدیہ دینے کی کلفت قلب پر گزری تو فرمایا کہ روزہ رکھنا اگرچہ گراں ہو مگر بہت اچھا ہے اگر تم کو علم ہو۔ تو بوجھو کہ فاقہ کرنا اور مال کا للہ دینا کس قدر مصالح دینی و دنیوی کو مشتمل ہے۔ رہا اطعام سو اس کے معنی طعام دادن (کھانا دینا) کے ہیں یہ تملیک کے منافی نہیں فدیہ کے لفظ سے تملیک نکلتی ہے۔ کما ھو الظاہر۔ (لطائف رشیدیہ)

تشریح سائل نے حضرت قدس سرہ سے دریافت کیا تھا کہ اس آیتِ مبارکہ کو حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ غیر منسوخ قرار دیتے ہیں اور فدیہ سے مراد صدقۃ الفطر لیتے ہیں۔ حضرت قدس سرہٗ نے فقیہانہ انداز میں حضرت شاہ صاحب کی تصدیق فرمائی۔ ارشاد فرمایا قدر فرض پر زیادہ دینا اولیٰ ہے یعنی آیۃ مبارکہ میں تطوع کا لفظ خود مشیر ہے کہ فدیہ طعام مسکین واجب ہے۔ لہذا صدقۃ الفطر مراد لینا بہت مناسب ہے۔ اسی کیساتھ حضرت قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ یہ صدقہ اباحت سے ادا نہ ہوگا بلکہ اسکے لئے تملیک ضروری ہے

اس آیۃ مبارکہ میں چند اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ یہ آیت منسوخ ہے یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا کہ جن کو روزہ رکھنے کی طاقت ہے اور وہ نہ رکھیں تو فدیہ صوم دیں۔ دوسرے یہ کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ اس جگہ بقول علامہ جلال الدین سیوطیؒ "لا" محذوف ہے اس صورت میں یہ حکم شیخ فانی کیلئے بدستور ہے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ یہاں "لا" محذوف نہیں ہے بلکہ آیت علیٰ حالہ ہے اور فدیہ سے مراد صدقۃ الفطر ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا ہے[1]

---

[1] تفسیر مظہری صفحہ ۱۹۰ ج ۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت اقدس گنگوہیؒ نے حضرت شاہ صاحب کے قول کی تصدیق فرمائی ہے اور نہایت لطیف پیرایہ میں صدقۃ الفطر کا اثبات فرمایا۔ آیت مبارکہ کا ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ کے قلم سے اتنا شاندار ہے کہ حرف لا غیر محذوف مانے ہوئے ہر دو مسلک کی تائید ہو رہی ہے۔

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران)

اتباع کرو میری محبت کریگا تم سے اللہ

تفسیر فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول یہ دونوں لفظ اصطلاح مشائخ کے ہیں۔ اتباع کرنا اور محبت کا غلبہ لوجہ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس کی اصل یہ آیت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

تشریح مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے حضرت قدس سرہٗ العزیز نے حضرات صوفیاء کی اصطلاح ، فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول" کا اثبات فرمایا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ فنائیت کا مرتبہ۔ لوجہ اللہ اتباع اور لوجہ اللہ محبت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور جو اتباع شیخ یا اتباع رسول لوجہ اللہ نہ ہو یعنی شرعی حدود میں نہ ہو اس سے فنائیت حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے مرید پر شیخ کے خلاف سنت امور میں اتباع ضرور نہیں بلکہ خلاف سنت یا خلاف مشروع امور کی اتباع حرام ہے جو نص سے ثابت ہے۔

لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ خالق

مخلوق کی طاعت خدا کی معصیت اور نافرمانی میں نہیں۔

لہذا اگر کوئی شیخ کسی معذوری کی وجہ سے یا کسی غلط اجتہاد کی وجہ سے کسی امر غیر مشروع کا مرتکب ہو رہا ہے تو اس میں شیخ کی اتباع نہ کرنی چاہیئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہی حضرت قدس سرہٗ کا طریقہ رہا ہے. مثلاً حاجی امداد اللہ صاحبؒ قیام میلاد فرماتے تھے اور اسکو جائز لکھتے تھے لیکن حضرت گنگوہیؒ قیام نہیں فرماتے تھے بلکہ اس کو بدعت لکھتے تھے یہ ہرگز فنائیت کے خلاف نہیں اور نہ اس سے سلبِ نسبت ہوتا ہے بلکہ اس صورت میں اتباع کرنے میں اندیشہ ہوتا ہے۔ بہر حال اتباع کامل سے محبت پیدا ہوتی ہے یا محبت صادق سے اتباع کامل نصیب ہوتی ہے اور وہی فنائیت ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ

اور اگر ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کر لو

لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (نساء)

جو اور عورتیں تم کو خوش آویں دو دو، تین تین، چار چار

تفسیر اس آیت میں شرط و جزا ہے اور معنی یوں ہیں اگر خوف کرتے ہو کہ عدل نہ کر سکو گے یتامیٰ میں، تو نکاح کر لو اور عورتوں سے جو خوش آویں تم کو دو دو، الخ یعنی اگر یتامیٰ کے نکاح سے اندیشہ ہے تو اور عورتیں کر لو کیا ضرور ہے کہ یتامیٰ کو کرکے اندیشہ میں پڑو عورتیں بہت ہیں اور تم کو وسعت چار تک کی ہے پھر یتامیٰ ہی کا کرنا کیا ضرور ہے اور یہ ایسی شرط و جزا ہے جیسے

فان لم تفعلوا فاتقوا النار - الآیۃ	اگر تم نہ کر سکو تو آگ سے ڈرو
اول سورۃ بقرہ میں ہے	نصوص میں مفہوم مخالف امام صاحب کے

نزدیک نہیں ہوتا اور امام شافعی صاحب جب مفہوم لیتے ہیں کہ قید کا کوئی اور فائدہ نہ ہو پس اب کوئی وجہ اشکال و خفا کی نہیں۔ (لطائف رشیدیہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ

اور نکاح میں نہ لاؤ جن عورتوں کو نکاح میں لائے تمہارے باپ۔ مگر جو پہلے ہو چکا

سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيْلًا (النساء)

یہ بے حیائی ہے۔ اور کام ہے غضب کا اور برا چلن ہے۔

تفسیر جس نے اپنی منکوحہ کی مادر سے زنا کیا اس کی زوجہ اس پر حرام ہو گئی خواہ زوجہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے۔ بوجہ جزئیت کے نہ کہ بوجہ حرمت فعل کے۔ اس کی دلیل سورۂ نساء کی آیت لا تنکحوا الآیۃ ہے۔ اس میں خطاب صحابہ کو اور من بعد کو ہے۔ اور ما نکح، نکاح عام ہے مشروع ہو یا غیر مشروع مطلق کو مقید کرنا درست نہیں ہے اور اس زمانہ میں بعض نکاح وہ تھے کہ محض زنا ہوتے ہیں۔ چار قسم کے نکاح تھے۔ ایک قسم تو حلال اور تین قسم زنا تھے۔ پس حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جس سے تمہارے آباء نے نکاح کیا اس سے تم نکاح مت کرو۔ پس جب یہاں نکاح غیر مشروع جو زنا تھا موجب حرمت مصاہرت ہوا سب جگہ ہو گیا۔ اور اس حدیث میں جو زمعہ کی ام ولد سے عتبہ نے زنا کیا تھا اور حضرت علیہ السلام نے حکم دیا

الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ بیٹا شوہر کا ہے اور زانی کو تو محرومی ہے

مگر بنت زمعہ کو پردہ کا حکم دیا تھا اس وجہ سے کہ شبیہ عتبہ کی اس میں تھی۔ تو زنا کو کہ حرام فعل تھا۔ رعایت فرما کر پردہ کا حکم دیا تھا۔ اگر زنا کا اعتبار نہ ہو تو پردہ محرم سے کیا وجہ تھی۔ یہ تقریر بسط طلب ہے بغور سمجھ سکتا ہے۔ (لطائف رشیدیہ)

تشریح بات دراصل یہ ہے کہ حضرت امام شافعی صاحبؒ زنا کو سبب حرمت مصاہرت نہیں مانتے۔ ان کا فرمانا ہے کہ۔ مصاہرت ایک نعمت ہے اور نعمت کا سبب فعل حرام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ باپ کی مزنیہ سے نکاح جائز قرار

toobaa-elibrary.blogspot.com

دیتے ہیں ایسے ہی زنا سے پیدا شدہ اولاد اور نکاح سے پیدا شدہ اولاد میں حرمت مصاہرت قرار نہیں دیتے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ارشاد یہ ہے کہ وطی خواہ حلال ہو یا حرام اس سے جو اولاد ہوتی ہے وہ جز ہوتی ہے ماں اور باپ کا اور ایک جزو دوسرے جزو کے لئے حرام ہے۔ جیسے نکاح کے ذریعہ حرام ہے ویسا ہی زنا کے ذریعہ حرام ہے کیونکہ مَا نَکَحَ میں ماموئیت پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے عام نکاح مراد ہیں خواہ وہ نکاح مشروع ہو یا وہ نکاح (بمعنی وطی) غیر مشروع دوسرے آیت مطلق ہے اس میں مشروع اور غیر مشروع کی قید نہیں ہے۔ اس لئے نکاح کو مشروع کی قید سے مقید کرنا غلط ہے اور زیادتی ہے۔

حدیث شریف کی شرح میں حضرت قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ عتبہ کے زنا سے زمعہ کی باندی کے جو لڑکی پیدا ہوئی وہ نسبت کے اعتبار سے اگر بنت زمعہ تھی اور حقیقتاً بنت عتبہ تھی اور عتبہ سے پردہ جائز نہ ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس صورت میں عتبہ کی محرم تھی لیکن اس کے باوجود پردہ کا حکم دیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ زنا فعل حرام ہے اور اس سے جو بیٹی پیدا ہوئی ہے اس سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے اس لئے وہ بھی نامحرم کے درجہ میں ہے

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ

اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا کوئی آیا ہے تم میں جائے سے

الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا

یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو مٹی پاک کا

صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ

اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے۔ (سورۂ مائدہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

تفسیر | اول یہ بات سن لینی ضرور ہے کہ جواز تیمم بالغبار کے لئے یہ شرط ضرور ہے کہ غبار ہاتھوں کو یقیناً لگے اور اگر غبار ہاتھوں کو یقیناً نہ لگے تو تیمم کسی کے نزدیک بالاتفاق درست نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ فامسحوا بوجوھکم وایدیکم منہ۔ اور بدیہی امر ہے کہ مسح بالغبار بدون مساس غبار کے یدین کو یا مواضع تیمم کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا تو بس غبار کا لگنا یدین کو اور پھر مواضع تیمم یا مواضع تیمم کو بلا واسطہ یدین۔ اور فعل تیمم کا اس کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ تفصیل اس کی کتب فقہ میں مسطور ہے۔ تاکہ فعل مسح بالغبار کہ مضمون تیمم بالصعید کا ہے حاصل ہو جاوے بخلاف حجر کے مثلاً اوس میں کسی جزو کا لگنا ہاتھوں کو ضرور نہیں کیونکہ مسح الیدین وہاں بہر حال **حاصل** ہے اور یہی امر کتب فقہ سے بھی **ماخوذ** اب بعد تحقیق اس امر کے عبارات کتب اور روایت اسبیجابی میں کچھ تعارض و تخالف نہیں بلکہ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ کیونکہ تاترخانیہ اور محیط وغیرہما کا مقصود یہ ہے کہ غبار ہاتھوں کو لگ جاوے تب تیمم اس سے کرے۔ کما قال

فاذا وقع الغبار علی یدیہ	پس جب غبار ہاتھوں پر واقع ہو تو
تیمم اوینفض ثوبہ حتی	تیمم کرے یا جھاڑا کسی نے کپڑا اس
یرتفع غبارہ فیرفع یدیہ	سے غبار اڑا تو اس غبار میں۔ فضا میں
فی الغبار فی الھواء فاذا	ہاتھ بلند کر دیئے۔ پس اگر یہ غبار
وقع الغبار علی یدیہ تیمم	ہاتھوں پر پڑا تو تیمم جائز ہے۔
(تاترخانیہ)	

اور اسبیجابی کی عبارت

وان الحنطۃ اوالشی الذی لا	اور گیہوں یا وہ چیز کہ جس پر تیمم
یجوز علیہ التیمم اذا کان علیہ	جائز نہیں ہے۔ اگر اس پر مٹی ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

التراب فضرب بیدیہ علیہ	پس اس پر ہاتھ مارا اور تیمم کرلیا
و تیمم ینظر ان کان	دیکھنا چاہیئے کہ اگر ہاتھ کے مارنے
اثرہ بعد ید یدہ علیہ جاز والا	سے ہاتھ پر گرد کا اثر ظاہر ہو تو جائز
فلا ۔	ورنہ جائز نہیں ۔

وعلیٰ ہذا دیگر روایات کا سب کا ما حاصل یہ ہی ہے اگرچہ بعض عبارت یا صرح عبارت تصریح کرتی ہیں اور بعض میں چنداں وضاحت سے بیان نہیں کیا ۔ اور محتاج بیان نہ جانا کہ متفق علیہ الائمہ اور بدیہی تھا ۔ حاجت تصریح نہیں جانی ۔ اور اسبیجابی کا مقصد یہ امر ہے کہ مدیدین سے اثر غبار کا یدین پر ظاہر ہو جاوے ۔ اگرچہ قلیل ہی ہو مگر مس الغبار یقیناً محقق ہو جاوے ۔ اس میں تردد نہ رہے ۔ اب مد کے معنی حقیقی لینے میں کچھ حرج نہیں اور مد کو معنی ضرب کے لینے کی کوئی ضرورت نہیں کہ مقصود واضح ہے

فقولہ ۔ یستبین اثرہ ای اثر الغبار علی الیدین بمدہ یدیہ ای المتیمم علیہ ای علی الشیٔ

لفظ علیہ کا متعلق یہ مد ہے نہ کہ یستبین ۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ اگر ظاہر ہوئے اثر غبار کا ہاتھوں پر بسبب مدیدین شے غیر جنس الارض کے تو تیمم درست ہو دے گا التزاق غبار بالیدین جزماً حاصل ہوا ۔ اور اگر اثر غبار ہاتھوں پر ظاہر نہیں ہوا تو وجود غبار ہی میں شک ہے پھر تیمم صحیح نہ ہوگا ۔ کہ فامسحوا کا مصداق درست نہوا ۔ اور یہ مراد اسبیجابی کی محیط وغیرہ کے مطابق ہے ۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ شے غیر جنس الارض پر بسبب کثرت غبار کے تہ پیدا ہو جاوے ۔

اور یہ ترجمہ اس سبب سے ہوا کہ قولہ علیہ کو یستبین کے متعلق کیا گیا تو ترجمہ یوں ہو گیا کہ "ظاہر ہو جاوے اثر شے پر بسبب مد کے" حاشا و کلا ترجمہ یہ نہیں بلکہ ترجمہ وہ ہے کہ جو معروض ہوا ظاہر ہو جاوے اثر ہاتھ پر بسبب مد کے شے پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور علیہ متعلق مد کے ہوگا کہ لفظ مد کا اقرب ہے یستبین سے اور اقرب احق بالتعلق ہوتا ہے۔ اور یہ سب تکلفات اس لفظ علیہ کے یستبین کے ساتھ لگا لینے سے کرنے پڑے ورنہ کچھ بات نہ تھی

اور غرض اسبیجابی کی یہ ہے کہ عوام وقت تیمم کے چادر تکیہ کو ہاتھ مارتے ہیں۔ اور اس میں سے کچھ گونہ غبار مرتفع ہوتا بغور معلوم ہوتا ہے کہ جس میں شک ہے کہ ہاتھ کو غبار لگا یا نہیں بلکہ جزماً معلوم ہوتا ہے کہ غبار نہیں لگا کیونکہ ہاتھ بطن تکیہ پر مارے گئے اور غبار بمزاحمت وضم تکیہ کے اوپر کو مرتفع ہوا تو ہاتھوں کو غبار ہرگز نہیں لگا کہ ظاہر تکیہ پر اس قدر غبار نہیں تھا کہ ہاتھوں کو مس کرتا۔ تو اسبیجابی اس تیمم کو ناجائز کہتا ہے کہ ایسے وہمی غبار سے کہ التزاق بالید میں تردد کیا بلکہ یقین عدم ہے تیمم نہیں ہوتا

جب بحر محقق حنفی اوسکو قبول کر کے بساط پر تیمم کرنے میں ظاہراً عدم جواز کا قائل ہوا اور محشی بحر کا رملی بھی اصل مسئلہ کو قبول کرتا ہے اور لکھتا ہے۔

بل الظاهر التفصیل ان استبان اثرہ جاز والا فلا لوجود الشرط خصوصا فی ثیاب ذوی الاشغال	بلکہ ظاہراً تفصیل ہے کہ اگر اثر مٹی کا ظاہر ہوا تو جائز نہیں تو بوجہ شرط پائے جانیکے خصوصاً مزدوروں کے کپڑوں میں

اس کو نقل کر کے رد محتار نے بھی کہا۔

وحسن فلذا جزم به الشارح	یہ قول اچھا ہے اسی وجہ سے شارح نے اس پر جزم کیا ہے

تو غرض صاحب رد المحتار بھی اسکو قبول کرتا ہے اور اس روایت اور عبارت تاتر خانیہ میں تعارض نہیں بتلاتا اور مجموعہ روایات سے یہ امر ظاہر ہو گیا کہ تعلق غبار کا ہاتھوں کو ہونا شرط ہے خواہ کسی طرح ہو خواہ کسی قدر ہو۔ ہاں یہ کہ التزاق

toobaa-elibrary.blogspot.com

غبار بالیدین اس قدر کثرت سے ہو کہ بالنظر محسوس ہو جائے البتہ یہ شرط کسی کتاب میں نہیں لکھی اور نہ یہ مراد اسبیجابی کی ہے۔ مگر التزاق الغبار بالیدین جزماً لاریب ضروری ہے۔ جس سے مسح کا مضمون حاصل ہو جائے۔ اور وہی مراد اسبیجابی کی ہے کہ یستبین اثرہ کے معنی ہیں۔ اور اس امر میں وہ تمام شروح و متون و فتوی سے متفق ہے۔ جہاں اس امر میں شک ہو گا تیمم بھی روا نہ ہو گا فقط۔

(لطائفِ رشیدیہ)

تشریح حضرت قدس سرہٗ نے مذکورہ بالا عبارت میں آیتہ تیمم کے الفاظ۔ مسح بالید۔ بالصعید کو سامنے رکھتے ہوئے فقیہانہ کلام کیا ہے اور فقہاء کی عبارتوں کے بظاہر تعارض کو قرآن پاک کی روشنی میں دور کر کے حنفی فقہ کی حقانیت کو بدلائل ثابت کیا ہے۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ

یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے یہ سب گندے کام ہیں

مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ (مائدہ)

شیطان کے سو ان سے بچتے رہو۔

تفسیر جو مال قمار سے حاصل ہوا ہو وہ حرام ہے لقولہ تعالیٰ انما الخمر الاٰیۃ اور لقولہ تعالیٰ

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تاکلوا — ایمان والو! تم اپنے مال آپس میں

اموالکم بینکم بالباطل۔ آیۃ — باطل طور پر نہ کھاؤ۔

علیٰ بعض التفسیر۔ اور ہر گاہ کہ قمار کو حق تعالیٰ نے حرام فرما دیا تو جو مال بذریعہ قمار حاصل ہو گا وہ سب حرام۔ سحت۔ خبیث ہو گا۔ اور یہ شبہ کہ فعل انتقام

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو حرام فرمایا ہے نہ کہ مال محصلہ باستقام کو یہ عجیب شبہ ہے۔ اولاً حرمت اس فعل کی بعینہٖ حرمت تحصیل مال کے اس ذریعہ سے ہے کیونکہ قمار لغتہً خود تحصیل مال بایں اوضاع کا نام ہے پھر اس کے کیا معنیٰ ہوئے کہ قمار مت کر یعنی تحصیل مال اس طرح مت کر۔ نہی وارد ہوئی اور فعل ہی حرام رہا۔ مال محصل حرام نہوا۔ مثلاً غصب مت کر۔ سرقہ مت کر۔ تو غصب و سرقہ حرام ہوا اور مال ماخوذ حرام نہ ہوا ؟۔

ان ھٰذا الشیٔ عجاب — یہ بہت عجیب شے ہے

عاقل جانتا ہے کہ غرض اس نہی سے تحریم مغصوب و مسروق و مال قمار ہے نہ کہ ایسا کھیل مت کیا کرو اور جو کر لیا تو گناہ تو ہو گیا مگر مال حلال طیب ہے کھایا کرو یہ تو گویا ترویج و تقریر اس فعل کی ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ نہی افعال حسیہ سے تحریم اس فعل کی ہوتی ہے اصلاً۔ اور نہی فعل شرعی سے تقریر مشروعیۃ فعل کی ہوتی ہے اور نہی اس میں لامر عارض ہوتی ہے اس کی بحث مشبع (پوری) اصول میں ہے۔ قمار افعال حسیہ میں ہے۔ پس نہی اس کی تحریم اس کی ہے لذاتہ۔ پس جس عقد میں قمار ارکان کے مواقع میں ہوئیگا۔ وہ عقد باطل لذاتہ ہوئیگا۔ اور کسی وجہ سے مشروعیۃ اس میں نہیں پائی جاوے گی۔ ہاں اگر شرائط میں قمار ہو اور ارکان عقد کی سالم ہوں تو البتہ فساد عارضی ہوئیگا۔ بطلان نہ ہوئیگا۔ جیسا بیع بالقاء حجر مثلاً۔ اگر مبیع موجود ہو اور ثمن مقرر ہو چکا پس باطل اور فاسد میں فرق ہوا۔ باطل باصلہ حرام ہے اور فاسد بوصفہ اور قمار مروّج باصلہ حرام اور عقد باطل ہے اور جو مال اس سے حاصل ہوئیگا۔ وہ حرام خبیث بحکم مغصوب ہے یا امانت علیٰ اختلاف الروایۃ بعد تحقیق اس کے دوسرے شبہ کا جواب بھی ظاہر ہو گا۔

یہ جانور قمار کا ملک قابض کی نہیں ہوتا۔ اور تبدّل ہزار ید (قبضہ) سے بھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

خبث وحرمت اس کی زائل نہیں ہوتی اور ہرگز مثل بیع فاسد کے نہیں بلکہ بیع باطل ہی رہی۔ یہ بات کہ جوئے اور ہر بات کی تحقیق کرے یہ حکم شرع کا نہیں ہے کہ ہر ہر چیز کو پوچھا کرے۔ ظاہر حال پر بنائے حکم ہے اور حرمت علم کے ساتھ دائر ہے۔

فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موزہ دار الحرب کو استعمال فرمایا اور کچھ نہیں پوچھا پنیر کھایا اور کچھ سوال نہیں کیا۔ لہٰذا فقہاء نے ظاہر حال پر اعتماد فرمایا ہے۔ اور اصل سے شے کو اباحت قرار دیا ہے۔ ہاں جس میں شبہ ہو اس کو دریافت کرے ورنہ کچھ ضرورت نہیں رہا کفار کا معاملہ سو اگر اس کی تقریر مشبع کیجادے۔ تو طول ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کفار اگر باہم قمار کھیلیں۔ اور جانور کسی کو قمار سے ملا۔ تو وہ جانور ملک کافر کی ہو جاتا ہے پھر وہ اگر قصاب کے ہاتھ فروخت کرے۔ تو اس میں حرمت نہیں ہوتی۔

تشریح یہاں تک حضرت قدس سرہٗ نے آیت کے ایک جزو یعنی میسر (جوا) وغیرہ سے حاصل شدہ مال کے متعلق حکم تحریر فرمایا اور اسی کے ساتھ اصولی طور پر بعض جزئیات کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔ اس کے بعد آیت کے دوسرے جزو نجاست خمر کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

تفسیر نجاست خمر کی آیت رجس من عمل الشیطان سے ثابت ہے۔ قال فی القاموس۔

الرجس بالکسر القذر والمآثم	رجس زیر کے ساتھ گندگی
وکل ما استقذر من العمل	اور گناہ اور ہر بُرے گندے
(قاموس)	فعل کو کہتے ہیں۔

صراح میں ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

رجس بالکسر پلیدی و — رجس زیر کے ساتھ پلیدی عفونت
عفونت وخشم — اور خشم کو کہتے ہیں۔

مجمع البحار میں ہے۔

الرجس والقذر وقد یعبر بہ — رجس گندی کو کہتے ہیں اور کبھی فعل
عن الحرام والفعل القبیح — حرام اور فعل قبیح بھی مراد ہوتا ہے

اب بروئے لغت ثابت ہوا کہ رجس کے معنیٰ نجس ہیں۔ اور بر قبح العمل وغیرہ دیگر معنی گو اس کے آتے ہیں مگر معنی نجس کو مزاحم نہیں۔ کیونکہ رجس شدت منع ومبالغہ تحریم میں اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی حرمت وقبح اس وقت پائی جاتی ہے کہ ضرور نجاست قوی اس میں موجود ہو۔ اور عندالاطلاق فرد کامل ہی مراد ہوتا ہے اور ایسے قوی الحرام کو نجاست لازم ہے۔ تو گویا نجس معنیٰ اصلی ہیں اور دیگر معانی بوجہ مبالغہ ومشابہت بولے جاتے ہیں۔ چنانچہ مجمع کا اسلوب بیان اس کا شاہد ہے۔ حیث قال الرجس القذر الخ۔ اور قاموس اور صراح کا تقدیم ذکر پلیدی اور قذر کو بھی اس پر دال ہے۔ وعلیٰ ہذا مفسرین کی عبارت کو بھی دیکھنا چاہیئے۔ بیضاوی نے کہا ہے

رجس قذر یعاف عنہ العقول — رجس وہ گندگی جس سے عقلیں نفرت کریں

جلالین میں ہے

رجس خبیث مستقذر — رجس خبیث اور پلیدی ہے

قال المدارک

رجس نجس او خبیث او مستقذر — رجس نجس ہے یا خبیث یا گندگی

چونکہ نجاست شے کی موجب نہایت غایتہ قبح وقباحت کا ہے تو غایت درجہ کی حرمت جو نجاست کو لازم ہوے گی قال اللہ تعالیٰ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اَوْلَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ   یا سور کا گوشت پس وہ ناپاک ہے۔

اور یہ امر ظاہر ہے کہ حرمت ذوات محرمہ کی جولا للکرامت (بلا کرامت جب
انسان کے گوشت کی حرمت کرامت کی وجہ سے ہے) تو یا بوجہ ضرر کے ہے یا
نجاست کے اور کامل حرمت وہ ہے جو جامع بین الشیئین ہو۔ یہ کلیہ شرع کلیہ ہے
پس جس عین کو شارع نے بلفظ رجس فرمایا وہ نجس و مضر اعلیٰ درجہ کا ہوئیگا۔ اور جو
ایسے اعیان ہیں کہ عقلاً وہاں نجاست کا احتمال نہیں وہ اعلیٰ درجہ کے گناہ ہو کر موجب
نہایت ضرر دینی و دنیاوی کے ہوویں گے جیسا کہ مثلاً نصب ازلام کہ ذوات ان کی محل
نجاست نہیں بلکہ ہیئت عارضہ خشب و حجر کی ہے اور محض اضافت معصیتہ سے حرام
ہو گیا ہے اور بس سو وہ بحکم عقل اس کلیہ سے خارج ہیں پس اب واضح ہو گیا کہ
رجس کا لفظ وارد قرآن شریف موجب نجاست خمر ہے اور یہ لفظ ایسا صریح لغوی تھا کہ
بغور سماع اس کلمہ کے کسی فرد صحابہ کو اس کی نجاست میں تردد نہ ہوا اور حاجت
مراجعت از فخر عالم علیہ السلام نہ رہی۔ بغور سماع نادی، بلا مراجعت و تامل شراب گرا دی اور
مٹکی توڑ ڈالی کما ورد فی الحدیث۔ اور فخر عالم علیہ السلام نے بھی مضرت ملی کا کچھ خیال نہ
فرمایا اور ارشاد یا ہراق الخمر و کسر الدنان فرمایا۔ (یعنی شراب بہا دینا اور مٹکے توڑ دینا)
اور مثل سپارہ میتہ کے کہ

ھلا اخذتم اھابھا   تم اس کا چمڑہ کیوں نہیں لیتے

اس میں حکم ہوا تھا   باآنکہ

حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ۔   تم پر مُردار حرام کیا گیا ہے۔

وہاں بھی وارد قرآن تھا۔ خمر کی کسی طرح اصلاح یا امراد سکے استعمال کا طلاء وغیرہ
میں گا ہے ارشاد نہ ہوا تو ظاہر دلیل نجاست کی ہے۔ ایسی نجس قوی کا استعمال کسی وجہ
سے درست نہیں کہ من کل الوجوہ نجس اور غالب الضرر ہو سے یہیں وجہ نجاست مغلظ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ں کی متفق علیہ ٹھہری اور پھر تا آخر حیات شارع علیہ السلام نے وہ حکم عدم اقتراب خمر بیعاً شرا تمسکاً رکھا پس یہ سنت صریح نجاست خمر کی ظاہر باہر ہے۔ اور پھر انقراض قرون ثلاثہ اور مابعد اس کے کسی عالم معتبر کو اس کی نجاست میں اختلاف نہ ہوا تفاق سب اوسکو حرام نجس مغلظ فرماتے رہے اس سے زیادہ کونسا اجماع ہو دیگا ں نجاست اوسکی نص قطعی قرآن سے بعبارت النص ثابت ہوئی اور سنت مستقرہ ر اجماع امت اوسکے مطابق ہوا۔ اب تامل نجاست خمر میں بے محل ہے۔ اور پس ر قرآن شریف میں رجسٌ خبر لفظ انما الخمر کی ہے اور معطوفات کے اخبار محذوف ہیں ما قال البیضاوی۔

وافراده لانه خبر للخمر وخبر	اور افراد اس کے خمر کی خبر ہیں اور
المعطوفات محذوف	دیگر معطوفات کی خبر محذوف ہے۔

اور یہ اصل ترکیب ہے۔ کہ معنی حقیقی ہیں اور حذف نکالنا مجاز لغوی ہے۔ جب ب حقیقی معنی درست ہوسکیں مجاز کو اختیار کرنا درست نہیں کہ اصل کلام میں حقیقت ہے نہ مجاز اور یہ قاعدہ مقررہ عرب و عجم و اصول کا ہے پس جب معنی انما الخمر رجسٌ کے الخمر نجس لغۃً، حقیقۃً درست ہوسئے۔ اب ارتکاب دیگر تکلفات حذف وغیرہ فضول ہے اور جب اخبار معطوفات کے محذوف ہیں تو الخمر رجس کے معنی واحد حقیقی رہے وم مشترک کا خدشہ بھی رفع ہوگیا کیونکہ اس رجس مذکور میں وہی معنی تام حقیقی مراد ہوئے ر اخبار محذوفہ میں دوسرے معنی اگر ہوں تو کیا حرج ہے کہ وہاں قرینہ عقلیہ موجود ہے یونکہ میسر معانی سے سب وہ نجس نہیں ہوسکتا اور تعصب اور ظلم جبر و قداح وہ بھی نجس نہیں ہوسکتے اب رہا صاحب کبیر کا کہنا۔

والرجس فی اللغۃ کل ما استقذر	رجس لغت میں ہر وہ چیز جو گندے اعمال
من عمل یقال رجس الرجل رجسا	سے ہو کہا جاتا ہے رجس الرجل رجسا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اذا عمل عملا قبیحا ۔ جب کوئی بُرا عمل کرے

ہرگز مضر نہیں کیونکہ لغت میں معنی رجس کے قبیح العمل کے بھی آتے ہیں جیسا نجس کے آتے ہیں اگرچہ معنی نجس اصل واکمل ہیں چنانچہ قاموس وغیرہ سے اوپر منقول ہو چکا اور کبیر نے حصر معنی رجس کا قبیح عملی میں نہیں کیا اگر کرتا تاہم معتبر نہ تھا۔ کہ خلاف لغت کے ہے بلکہ وہ خود رجس کے معنی نجس ہونے کا قائل ہے۔ قال

او لحم خنزیر فانہ رجس ومعناہ — یا گوشت سور کا پس وہ رجس ہے اور
انہ تعالیٰ انما حرم لحم الخنزیر — معنا اس کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سور
لکونہ نجسا۔ — کا گوشت حرام کیا ہے بوجہ اسکے ناپاک ہونیکے

پس ثابت ہوا کہ رجس کے معنی نجس کے اس کے نزدیک بھی محقق ہیں مگر چونکہ اوس نے یہاں اپنی تفسیر میں معنی مجازی کو لیا کہ مجاز حذف اختیار کیا لہذا یہ معنی بیان کئے اور پھر توت معنی رجس کی بیان کرکے نجاست کا اثبات چاہا۔ کہ کمال قوی الحرمت وشدید القباحت نجس ہی ہوتا ہے کما قررناہ۔ وہ خود دوسری جگہ کہتا ہے

واما الخمر فالجواب عنہ انہا — لیکن خمر پس جواب اس کے بارے
نجسۃ فیکون من الرجس فالمراد — میں یہ ہے کہ وہ ناپاک ہے پس
من تلک الاضافۃ المبالغۃ فی — رجس ہے پس مراد اس اضافت سے
کمال قبحہ۔ — اسکے کمال قبح میں مبالغہ ہے۔

جس سے ظاہر ہوا کہ کمال قبح کو نجاست لازم ہے۔ مگر جس جگہ استثنا عقلی موجود ہو اور نجس بھی ہو۔ اسکے نزدیک رجس میں داخل ہے۔ بقولہ فیکون من الرجس اور بالا تقریر ہو چکی رجس کامل کو نجس لازم ہوویگا پس کبیر کی یہ تفسیر کسی حال میں مضر نہ ہوئی بیضاوی نے بھی اول یہ تفسیر کرکے دوسری توجیہ وحدت خبر کی حذف مجاز کی طرح ذکر کی ہے بقولہ او المضاف محذوف کا۔ قال اما تعاطی الخمر (خمر کا معاملہ کرنا)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مگراس احتمال سے وہ احتمال اول حقیقی رفع نہیں ہوتا۔ بلکہ متبادر واحق وہی ہے۔ معہذا اس صورت مجاز میں بھی۔ باطلاق لفظ رجسؔ وحصول شدت معنوی نجاست ثابت ہوجاتی ہے۔ اور علیٰ ہذا اور لوگوں کا ترجمہ لفظ رجس کا محل تامل نہیں جبکہ لغت سے ثابت ہوچکا کہ رجس بمعنی نجس ہے فقط سو دونوں اشکال سائل کے رفع ہوئے اعنی نجس معنی رجس کے ثابت ہوئے اور اطلاق لفظ رجس کا عین لفظ خمر پر صحیح ہوا۔ اور میسر، نصب، ازلم کا نجس نہ ہونا بھی معلوم ہوگیا۔ اور لفظ عمل الشیطان۔ از قسم زید عدل ہے کہ مورث نہایت مبالغہ کا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ انہ عمل غیر صالح الخ پس اخراج لفظ تعاطی کی کچھ حاجت نہیں اور ہوسکتا ہے کہ اس کے اول حذف مبتدا کیا جاوے اسے "افترا، بہ من عمل الشیطان" اور جملہ خبر ہوجاوے اور ہوسکتا ہے کہ عمل بمعنی معمول ہوئے اور شراب معمول بالقاء الشیطان ہوتی ہے۔ تو قلوب میں اسکی لذت اور خوبی ڈال کر بنواتا ہے اور جو معمول اور مزین بالقاء الشیطان ہوویگا۔ وہ خود اعلیٰ درجہ کا رجس ونجس ہوویگا۔ لہذا بیضاوی نے کہا

من عمل الشیطان لانہٗ مسبب	وہ عمل شیطان ہے اس لئے کہ وہی
من تاویلہ وتزیینہ۔	اس کی تاویل تزیین کیلئے سبب ہے

پس حمل عمل شیطان کا عین الخمر پر بہت عمدہ اور بلیغ ہوا۔ اور تحصیل مطلب کے واسطے اعلیٰ طریقہ پیدا ہوگیا۔ پس کچھ خدشہ نہیں اور صراحتاً ہر طرح پر نجاست خمر ثابت ہوگئی۔ (لطائف رشیدیہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا

وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اسی سے بنایا اس کا

زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا

جوڑا تاکہ اس کے پاس آرام پکڑے پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانکا حمل رہا ہلکا سا حمل

فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا

تو چلتی پھرتی رہی پھر جب بوجھل ہوگئی تو دونوں نے پکارا اللہ اپنے رب کو اگر تو بخشے ہم کو

صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا

چنگا بھلا تو ہم تیرا شکر کریں۔ پھر جب دیا ان کو چنگا بھلا

جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

تو بنانے لگے اسکے لئے شریک اسکی بخشی ہوئی چیز میں سو اللہ برتر ہے ان کے شریک بنانے سے

تفسیر بیضاوی و مدارک وغیرہ میں بعض مفسرین کو یہ اشکال ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام باتفاق شرک سے معصوم ہیں پھر نسبت بابو البشر علیہ السلام کس طرح درست ہو لہذا انھوں نے نسبت شرک اولاد آدم کی طرف تقریر اس کی یہ ہے کہ اول حق تعالیٰ نے ھو الذی خلقکم میں خطاب اولاد کو فرما کر۔ اپنا غلام خانہ زاد ہونا اور ہر طرح منت و احسان خداوندی میں مستغرق ہونا فرمایا۔ کیونکہ تخلیق ذات کے بعد کوئی منت کا باقی نہیں رہتا۔ اور طرز خلق سے آباء و اجداد الی النہایۃ عبد مخلوق ہونا بتانا فرمایا کہ خلقکم من نفس واحدۃ۔ کہ وہ نفس واحد وہی مخلوق عبد تھا اور پھر جعل منہا زوجہا کو ثابت کیا پھر ان دونوں سے طور ظہور اولاد کو فرمایا۔ اور کہا

فلما اٰتٰھما صالحا

جب ان کو دیا بھلا چنگا

یہاں حذف کیا ہے کہ ولد صالح پیدا ہوا۔ اور پھر اس سے آگے اولاد چلی اور خلق کثیر ہوئی کہ سب کے سب غلام ابن غلام ہوئے معہذا تم غلام در غلام بچوں نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ مخاطب ہیں اولاد آدم۔

جعلا لہ شرکاء — اس کا شریک بنایا۔

ای جعل اولادھما۔ یہاں حذف مضاف کیا۔ کہ اولاد کا لفظ تھا۔ بقرینہ سابق کہ خطاب اولاد کو ہے۔ اور بقرینہ لاحق کہ فرمایا عما یشرکون بلفظ جمع کہ ضمیر اولاد کی جو خلقکم کی جمع ضمیر میں مذکور ہے۔ راجح ہے۔ ورنہ عما یشرکان فرماتے۔ اور قرینہ سابق ولاحق کے جمع سے حذف مجاز جائز ہے۔ اور اشکال رفع ہوگیا۔

اول میں خطاب بوجہ احسان کے ذکر کے مناسب ہے کہ منت واحسان حاضر پر ابلغ واشد ہوتا ہے۔ اور آخر میں غیبت اسواسطے مناسب ہوئی کہ اس کا لفظ غیبوبت کو داعی غایۃ علو مکان کو غیبت واجب ہے۔ معہذا مشرک انہماک غفلت میں محسن سے غائب وغافل ہوتا ہے۔ حضور میں شرک غیر ممکن ہے۔ پس اس تقریر سے اشکال رفع کیا باقی نسبت شرک اگرچہ مجازاً آدم وحوا کی طرف اس میں یہی کچھ نکتہ ہے۔ گومجکو نہ آوے یا آیا۔ اور بیان میں طول جانا مگر اس عاجز کو تعجب ہوتا ہے۔ کہ بیضاوی نے یہ تکلف کیوں کیا۔ گو کچھ اس میں لطف ہو۔ جب حدیث صحیح حسن اس کی تفسیر میں موجود ہے۔ ترمذی کی کتاب التفسیر میں موجود ہے۔ اور جلالین حاکم سے تصحیح اس کی کرتا ہے۔ اور فی الواقع یہاں کچھ اشکال ہی نہیں

سنو کہ شرک کلی متشکک اس کے افراد، کبیرہ، صغیرہ بلکہ مباح تک بھی ہیں۔ قولہ تعالیٰ

وَلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا — اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو

سے ریا مراد لیتے ہیں۔ بیضاوی خود لکھتا ہے۔ اور حدیث میں بھی ہے اور بخاری نے کتاب الایمان میں " باب کفر دون کفر " لکھا ہے اور یکفرون العشیر میں کہ بمعنی کبیرہ کے ہے داخل کیا۔ سب سے زیادہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من حلف بغیر اللہ فقد اشرک — جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو شرک فرمایا۔ اور حدیث میں حلف بغیر اللہ آپ کے کلام میں منقول ہے مثلاً۔
"وابیک لتبنان" مسلم میں موجود ہے۔ سو بولو۔ پہلے تو ابو البشر میں تردد تھا۔ اب
لینے کے دینے پڑ گئے کہ خود فخر عالم علیہ السلام آپ ہی تو نہی فرماتے ہیں اور شرک ثابت
کرتے ہیں اور خود اس کام کو کیا اور انبیا سب معصوم عن الشرک ہیں آپ کی ذات
پاک تو بہت ہی ارفع ہے۔ اگر کوئی کہے کہ آپ کی حلف قبل نہی تھی۔ تو اول تو مسلّم
نہیں مگر بعد تسلیم شرک تو ہر حال میں شرک ہی ہے خواہ نہی سے قبل ہو یا بعد
اور انبیا شرک سے معصوم قبل نہی امت بھی اور بعد بھی ورنہ وہاں بھی کہہ سکتے ہیں قبل
نبوت آدم وہ قصہ ہوا تھا۔ کیونکہ نبوت بعد وجود امت و اولاد تھی۔ نہ قبل اذان۔

تو سنو! کہ نووی وغیرہ شراح لکھتے ہیں کہ حلف بغیر اللہ عمداً تو صغیرہ ہے اور
سبقت لسانی اور عادت کی طرح مباح۔ لو دیکھو شرک کی فرد صغیرہ اور مباح نکل آئی
جس سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ بعض افراد شرک کے مشکک ہیں۔ اور ایسی ہوتے ہیں
کہ اباحت کے درجہ میں آجاتے ہیں بسبب عدم تعمد کے۔ اور وہ واقعی شرک نہیں
اور نہ اسکا سرزد ہونا انبیا سے کچھ خلاف ان کی شان کے ہے۔ اور نہ عصمت کے
خلاف ہے۔ پس حضرت آدم کا تسمیہ عبد الحارث بھی اسی قسم کا تھا۔ چنانچہ حدیث ترمذی۔
میں وارد ہوا ہے۔ یہیں وقت جلالین میں فرمایا۔

جعلا لہ شرکاء بتسمیۃ عبد الحارث	عبد الحارث نام رکھ کر دونوں نے
ولا یکون عبداً الا للہ تعالیٰ و	اللہ کا شرک کیا اور عبد اللہ ہی کا ہوتا
لیس باشراکٍ فی العبودیۃ	ہے (یہ) اشراک فی العبودیت نہیں
لعصمۃ آدم علیہ السلام	بوجہ عصمتِ آدمؑ کے

حضرت آدم کو یہ خیال تھا کہ حارث نام پاک حق تعالیٰ کا ہے کہ خلق حرث و
کسب سب اسکی طرف سے ہے۔ پس بسبب ناواقفیت کے عبد الحارث نام رکھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور تعمداً معصیت نہیں کی۔ کہ خطا اجتہادی یا زلہ تھی۔ مگر چونکہ۔

حسنات الابرار سیئات المقربین	ابرار کی نیکیاں مقربین کے لئے گناہ ہیں۔

اس عدم تحقیق پر عتاب فرمایا۔ اور امت کو تنبیہ فرمادی کہ اس قدر غفلت بھی ارکان خدمت و ادب مولیٰ تعالیٰ شانہٗ میں موجب مواخذہ مقربین ہے۔ تمہاری تو کیا حقیقت ہے پس اب معنی شرک کے بھی درست رہے۔ اور نسبت بھی حقیقی رہی۔ اور حضرت ابوالبشر کی عصمت میں بھی کوئی نقصان نہ آیا اور اشکال خود مرتفع ہے۔ اور حدیث کی تفسیر بھی بموقع خود رہی۔ اور جو کوئی خواہ مخواہ تعمد کا خود دعویٰ کرے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ قبل نبوت کے صدور صغیرہ کا خود اہل عقائد لکھتے ہیں۔ اور قبل اس تسمیہ کی کوئی نہی بھی حق تعالیٰ کیطرف سے صادر نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر میں علی قاری لکھتے ہیں اور شرح عقائد نسفی میں بھی مذکور ہے۔

اما الصغائر فیجوز عمداً عند الجمھور خلافاً للجبائی و اتباعہ و یجوز سھواً بالاتفاق	صغیرہ گناہ جمہور کے نزدیک عمداً جائز ہیں جبائی اور ان کے متبع اس کے خلاف ہیں اور سہواً بالاتفاق جائز ہیں (شرح عقائد

الحاصل جب حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ یہ امر تسمیہ بعبدالحارث تھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ شرک کی بعض فرد مکروہ و مباح بھی ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ تسمیہ بھی اسی قسم مباح یا مکروہ میں داخل ہے۔ اور یہ بھی تحقیق ہو گیا کہ انبیاء سے لاعلمی میں ایسا تسمیہ یا امر مثل اسکے ہونا خلاف امر نہیں اور جان کر ایسی بات ہو جائز ہے۔ تو اب کیا اشکال تھا۔ بیضاوی کو اس قدر تکلیف ہوئی۔ اور بیضاوی خود ہی مقر ہے کہ لا یشرک کے معنی "لا یری" کے ہیں لہذا بندہ عاجز کہتا ہے۔ کہ اس میں اول ہی اشکال نہیں۔ اور جو کچھ وہم ہوتا تھا اسکو بیضاوی نے اپنے ذمہ تکلیف رکھ کر بجا نہ رفع کر دیا۔ اب

toobaa-elibrary.blogspot.com

خلجان نہ کرنا چاہیئے۔ اصول و قواعد کلامیہ عقائد کے موافق لغت۔ و حدیث کے مطابق ہے۔ اور جو کچھ فعل ابو البشر علیہ السلام کا ہے اوس کی نظیر کلام پاک فخر المرسلین۔ خاتم النبین میں موجود ہے۔ جیسا یہاں توجیہ وجیہ سے ساحت نبوت پر خس و خاشاک وہم و اہم کا امکان نہیں وہی طرز و طریق کا سلوک مناسب ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واحکم۔ (لطائف رشیدیہ)

تشریح حضرت قدس سرہٗ نے آیت مبارکہ کی دو تفسیریں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی تفسیر بیضاوی و مدارک کے حوالہ سے اور دوسری ترمذی کے حوالہ سے۔ اور یہ دونوں تفسیر مفسرین سے منقول ہیں۔ پہلی تفسیر حضرت حسن اور عکرمہ کی روایت کے مطابق ہے اور دوسری تفسیر حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کے مطابق ہے جو انھوں نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے۔ اسی حدیث کو حضرت حسن نے عن سمرۃ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسی روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا۔

هٰذا حدیث حسن غریب — یہ حدیث حسن غریب ہے

حاکم نے بھی اسکو اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے اور کہا ہے۔

هٰذا الحدیث صحیح الاسناد — اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں لیکن

ولم یخرجاہ — بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی

اس حدیث میں ایک راوی عمر بن ابراہیم بصری ہے جس کے بارے میں ابو حاتم نے کہا ہے وہ قابل استجاج نہیں ہیں لیکن ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ترمذی کی روایت کو لیکر وہی فرمایا جو حضرت قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہاں اشراک فی العبادۃ نہیں مجازاً تو بہت سوں کو رب کہا جاتا ہے۔ مثلاً عبد الضیف اور جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کو کہا تھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

انه ربی احسن مثوای	وہ میرا رب ہے اس نے میرا ٹھکانا اچھا کیا

یہاں رب سے مراد ربٌّ فی العباد نہیں ہے۔ بہر حال جس طرح حضرت قدس سرہٗ نے تاویل کی ہے اور اسکے نظائر بیان فرمائے ہیں اسی طرح قاضی صاحب نے نظائر بیان کئے ہیں غرض کہ دونوں تفسیروں کو بیان کیا ہے۔ ابن کثیر نے دونوں تفسیروں کو بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے۔

واما نحن فعلی مذھب الحسن	ہمارا مذہب وہی ہے جو حسن بصری
البصریؒ فی ھذا وانه لیس	نے بیان کیا کہ یہاں آدم وحوا مراد
المراد من ھذا السیاق آدمؑ	نہیں ہیں بلکہ آپ کی اولاد میں سے
وحوا وانما المراد من ذلك	مشرکین مراد ہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ
المشرکون من ذریته ولھذا	نے فرمایا ہے
قال اللہ تعالیٰ (فتعالی اللہ	فتعالی اللہ عما یشرکون
عما یشرکون	

یعنی حضرت حسن نے مذکورہ روایت تو ضرور بیان کی ہے لیکن تفسیر اپنی روایت کے خلاف بیان کی ہے اور یہی تفسیر ابن کثیر کے نزدیک بہتر ہے۔

ملاحظہ فرمائیے۔ ابن کثیر صفحہ ۲۷۴ ج ۲ مظہری صفحہ ۴۹۸ ج ۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّ

اور یاد کر اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا اور

دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَ

ایسی آواز سے جو پکار کر بولنے سے کم ہو۔ صبح کے وقت اور شام کے وقت اور

لَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ۔ (الاعراف)

غافلین میں سے مت ہو۔

تفسیر ذکر جہر میں حنفیہ کی کتب کی روایات مختلف ہیں کسی سے کراہت ثابت ہوتی ہے غیر محل ثبوت میں اور بعض سے جواز ثابت ہوتا اور یہی راجح ہے۔ اور اس کی دلیل طلب کرنا بے سود ہے۔ کیونکہ مجتہدین کا خلاف ہے سواب کون فیصلہ کرسکتا ہے؟ مگر جواز کی دلیل یہ آیت ہے۔ دون الجہر بھی جہر ہی ہے کہ ادنی درجہ گلوپھاڑنے سے منع کیا ہے۔ اور مطلق آیات و احادیث بہت جواز پر دال ہیں۔

(فتاوی رشیدیہ)

تشریح طریقہ چشتیہ میں ذکر جہراً تعلیم سلوک میں داخل ہے۔ صوفیاکرام عموماً نفی و اثبات کا ذکر کراتے ہیں۔ ظاہر آیت سے ذکر جہری کی ممانعت مترشح ہورہی ہے۔ اسی طرح سے قرآن پاک کی دوسری آیات سے ذکر سری کی افضلیت ثابت ہے۔ اس لئے شک ہوتا تھا کہ حضرات چشتیہ کا ذکر جہری کے بارے میں مسلک غیر صحیح ہے۔ تو حضرت رح نے آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لفظ "دون الجہر" سے جواز ثابت کیا اسی کے اوپر امام شعرانی نے اجماع نقل کیا ہے۔

اجمع العلماء سلفاً و خلفاً علی	اگلے پچھلے علماء کا اجماع ہے کہ جماعت
استحباب ذکر الجماعۃ فی	بناکر ذکر کرتے مساجد اور غیر مساجد میں
المساجد وغیرھا الا ان یشوش	مستحب ہے بشرطیکہ کسی سونے والے

toobaa-elibrary.blogspot.com

جہر ھحر علی نائم او مصلی او — یا نمازی یا قاری کو تشویش نہ ہو۔
قاری۔ — رد المختار صفحہ ۴۸۷ ج ۱

مطلب یہ ہے کہ اس قدر جہر کی اجازت جس سے دوسرے اشخاص کے ساتھ تزاحم لازم نہ آوے۔ مثلاً سونے والا بیدار ہو جائے یا نماز میں خلل واقع ہو۔

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (النحل)

اہل علم سے دریافت کرو اگر تم نہ جانتے ہو۔

تفسیر حق تعالیٰ نے اس آیت میں مطلق تقلید کو فرض فرما دیا ہے۔ اور تقلید کے دو فرد ہیں۔ ایک شخصی کہ سب مسائل ضرور یہ ایک ہی عالم سے پوچھ کر عمل کرے۔ اور دوسرے غیر شخصی کہ جس عالم سے چاہئے دریافت کر لیوے۔ اور آیت بسبب اپنے اطلاق کے دونوں قسم تقلید کو متضمن ہے۔ لہذا دونوں قسم تقلید کی ماموٗر من اللہ اور مفروض حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور جس فرد تقلید پر کوئی عمل کر لیوے گا حق تعالیٰ کے حکم فرض کا عامل ہوگا۔ لہذا جو شخص تقلید شخصی کو جو ماموٗر من اللہ ہے شرک یا بدعت کہتا ہے۔ وہ جاہل و گمراہ ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی مخالفت میں حق تعالیٰ کے مفروض کو شرک کہتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ نے جہاں مطلق حکم فرمایا ہے۔ مکلف کو مختار فرمایا ہے۔ کہ جس فرد مقید پر چاہے عمل کرے۔ کیوں کہ مطلق بما من حیث الاطلاق کہیں خارج میں وجود نہیں ہوتا بلکہ اپنے افراد کے ضمن میں خارج میں موجود ہوتا ہے۔ مثلاً انسان کا وجود من حیث الاطلاق کہیں جدا نہیں پایا جاتا۔ بلکہ افراد کے ضمن میں خارج میں ہوتا ہے۔ ایسے ہی تقلید کا وجود جدا ہو اور شخصی و غیر شخصی کا جدا ہو، یہ ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ تقلید جہاں کہیں ہووے گی۔ یا شخصی کے ضمن یا غیر شخصی کے ضمن میں ہووے گی۔ لہذا دونوں قسم میں مکلف مختار ہے۔ جس پر چاہے عمل کرے۔ اور عہدہ امر سے فارغ ہووے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

پس ماموربن اللہ تعالیٰ کو شرک یا بدعت کہنا خود معصیت ہے بلکہ دراصل دونوں نوع تقلید کے جواز میں یکساں ہیں۔ مگر اس وقت میں کہ عوام الناس بلکہ خواص پر بھی ہوائے نفسانی کا غلبہ ہے۔ اور اعجاب کل رائے برایہ کا اور تقلید غیر شخصی ان کی ہوا و اعجاب کو عمدہ ذریعہ جواز و ابرار کا ہو جاتا ہے۔ اور موجب لاابالی پن کا دین کی طرف سے اور سبب زبان درازی و تشنیع کا شان مسلمین و ائمہ مجتہدین میں ان کے واسطے بن جاتا ہے اور باعث تفرقہ و فساد کا باہم مسلمین میں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ سب مشاہدہ ہے۔ لہذا ایسے وقت تقلید غیر شخصی کا اختیار کرنا اس وجہ سے جہاں پر مفاسد برپا ہوتے ہوں درست نہیں رہا اور فقط شخصی امتثال امر فاسئلوا "کے واسطے معین و مشخص بحکم شرع ہو گئی ہے کیوں کہ اتفاق و اتحاد رکن اعظم دین اسلام کا ہے۔ تو اس کی محافظت بھی فرض اعظم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا — اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو۔ اور

ولا تفرقوا — منتشر نہ ہو جاؤ۔

اور

ان اللہ لا یحب الفساد — اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

اور اکثر احادیث اس باب میں وارد ہیں لہذا محافظت اس فرض اعظم کے واسطے اور رفع ان مفاسد و شنائع کی ضرورت سے۔ ایک شق مامور علی التخییر سوال کو ترک کرنا اور دوسری شق کو جو معین و مقوی اس فرض اعظم کو اور دافع شنائع مذکور کو ہے۔ اختیار کرنا عین حکم صحابہ و حکم شارع علیہ السلام ہو گیا ہے۔ چنانچہ قرأت قرآن کی اسبعۃ احرف میں مقید تھی۔ اور باجماع صحابہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کر کے ایک لغت قریش میں مقصور کر دیا اور یہ محض رفع فساد اور تفرقہ کی وجہ سے ہوا تھا۔ صحیح بخاری اس کی شاہد ہے اور خود فخر عالم علیہ السلام نے قتل ذوالخویصرہ کے باب میں جو واجب القتل بسبب کلمات

toobaa-elibrary.blogspot.com

کفر و گستاخی فخر عالم علیہ السلام کے تھا فرمایا تھا

دعہ فان الناس یقولون ان	اسکو چھوڑ دو کیوں کہ لوگ کہیں کہ محمد
محمدا یقتل اصحابہ	اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

اور یہ حکم بسبب فتنہ کے ہوا تھا۔ لاغیر الحاصل ایسے نازک وقت میں تقلید شخصی واجب مشخص ہے۔ اور غیر شخصی ان فتن مشاہدہ کے سبب ممنوع ہے۔ البتہ اگر کہیں یہ فساد غیر شخصی میں نہ پایا جاوے تو وہ بھی مامور علی التخییر ہے مثل شخصی کے۔ پس واضح ہو گیا کہ تقلید شخصی مواجب ہے۔

حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے رسول کا اتباع فرض کیا اور احادیث تمام اس پر دال ہیں اور یہ بات سب کے نزدیک مقرر ہے۔ مگر فہم کی بات ہے کہ اتباع حضرت وہ کرسکے جس نے آپ کی زیارت کی ہو۔ ورنہ بدون حضور خدمت کیوں کر ہو سکتا ہے لہٰذا فخر عالم علیہ السلام نے خود فرمادیا۔

اصحابی کالنجوم بایھم	میرے صحابی مثل تاروں کے ہیں
اقتدیتم اھتدیتم	تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے

اور حق تعالیٰ نے فرمایا فاسئلوا الخ تو پچھلوں پر پہلوں سے سیکھنا اور پوچھنا فرض فرمایا صحابہ سے تابعین نے پڑھا اور ان کا اقتدار کیا اور علیٰ ہذا تابعین سے تبع تابعین نے اور خود فرما چکے ہیں۔

خیر القرون قرنی ثم الذین	بہترین زمانہ میرا ہے پھر ان کا جو اس
یلونھم ثم الذین یلونھم۔	کے متصل ہیں پھر ان سے متصل۔

ان قرون کی تعریف سے بھی یہ مقصد ہے کہ تابعین نے صحابہ سے سیکھا۔ اور تبع تابعین نے تابعین سے۔ اور یہ ہر سہ قرن خیر امت ہیں۔ تم ان سے بیر طریقہ لو کیونکہ خیریت ان کی بسبب علم و عمل کے ہے اور علم عمل میں اولیٰ ہوتا ہے۔ وہی مقتدا ہوتا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

تو بس اب متبعین سنتِ نبوی پر تحصیل دینِ محمدی علیہ السلام صحابہ سے اور ان کے بعد تابعین و تبع تابعین سے فرض ہوا۔ اور علیٰ ہٰذا آج تک یوں قرن بقرن چلا آیا۔

(فتاویٰ رشیدیہ)

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ (الکہف)

یہانتک کہ جب پہونچا سورج ڈوبنے کی جگہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں

تفسیر سب آسمان نہایت صاف شفاف ہیں کہ ساتوں آسمان کے ستارے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا پہلے ہی آسمان پر ہیں جیسے مثلاً سات شیشے صاف آگے پیچھے رکھے جاویں اور ساتویں شیشے کے بعد چراغ رکھا جائے تو دور آگر کوئی دیکھتا ہے تو فقط چراغ نظر آتا ہے۔ کسی شیشہ کا وجود چراغ سے ورے نظر نہیں آتا۔ اس لئے کہ نظر کا قرار ذی کثافت پر ہوتا ہے۔ اور شفاف شے پر نظر نہیں رکتی بلکہ اس سے نافذ ہو کر آگے بڑھ جاتی ہے پس ایسا ہی چوتھے آسمان پر گو آفتاب ہے مگر آسمانوں کا جرم بسبب شفافیت کے مانع رویت آفتاب کا نہیں اور نہ آفتاب سے جدے تین طبقہ آسمان کے محسوس ہوتے ہیں بلکہ فقط آفتاب کا ہی جرم محسوس ہوتا ہے۔ گویا کہ آفتاب سے پہلے ہی آسمان کے سطح زیریں پر ہے۔ پس جب آسمان حرکت کرتا ہوا عین حمئۃ (دلدل) کے قریب پہونچتا ہے تو وہاں کے مقیم آدمی کو یوں بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ عین حمئۃ میں آفتاب ڈوبتا ہے اگرچہ آفتاب وہاں سے بہت دور ہو۔ جیسا یہاں کے باشندوں کو وقت غروب یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں آفتاب پڑتا ہے۔ اور اہل دریا کو دریا میں ڈوبتا معلوم ہوتا ہے پس معنی تغرب فی عین حمئۃ کے یہ ہیں کہ ذو القرنین کو بادی النظر میں ایسا محسوس ہوا۔ لہذا فرمایا وجدہا تغرب نہ یہ کہ واقعی یہ امر تھا۔ اور علیٰ ہٰذا جب آدمی کی نظر پر چار انگشت کی شے حاجب ہو جاوے۔ کہ انبساط نظر کو مانع ہو تو تمام عالم کو کہ کروڑوں درجہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے شے حاجب سے کلاں ہی نظر سے روکدیتی ہے۔ زمین تو بہت بڑی شے ہے۔ سو چونکہ اس زمین نے آدمی کی نظر کو جہاں تک نظر کا انبساط ہے۔ روک رکھا ہے تو جو شے زمین سے پرے ہووے گی وہ نظر نہ آوے گی کیونکہ شعاع نظر وہاں تک نہیں پہنچتی تو آفتاب کا محجوب ہونا اس وجہ سے ہے کہ زمین نے نظر کی سب طرف سے شعاعیں آفتاب تک پہونچنے سے روکدیں نہ اسوجہ سے کہ زمین کلاں ہے اس امر عقلی کو تجربہ سے دیکھ لو۔ کہ ادنیٰ شے جو محیط نظر ہوتی ہے۔ سارے عالم کو روکدیتی ہے تو اس میں تو کچھ شبہ نہیں چونکہ یہ ہر دو شبہ کچھ نہ تھے اور یہ دونوں امر کا لبدیہی تھے مفسیرین نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ (لطائف رشیدیہ)

فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ (مریم)

پھر بھیجا ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ پس بن کے آیا اس کے سامنے پورا انسان

تفسیر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا بصورتِ بشر تام الخلق حسین ہو کر آنا اسواسطے تھا کہ صورت ملک سے حضرت مریم کو وحشت ہوتی اور انسان کی صورت مانوس ہوتی ہے۔ حضرت مریم نے بشر جان کر تعوذ (انی اعوذ بالرحمٰن) کیا تھا کہ متقی خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اور خلوت نا محرم کے ساتھ معصیت ہے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حقیقۃ الامر بیان کی۔ یہ بیانِ سوال بھی بصورت بشر باحسن الوجوہ حاصل ہوا بصورت ملک۔ بسبب وحشت و عدم انس کے دشوار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اصلی صورتِ جبرئیل کو دیکھکر اور جان کر روح القدس میں ڈر گئے تھے۔ قصہ مدثر اور نزول وحی کا مشہور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (لطائف رشیدیہ)

تشریح حضرت قدس سرہ العزیز نے مذکور بالا تفسیر میں تصریح فرمائی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم کے سامنے انسانی شکل میں متمثل ہوئے تھے اسی وجہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے تو حضرت مریم نے انھیں دیکھ کر فرمایا تھا۔

انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیا۔ میں رحمٰن کی تجھ سے پناہ چاہتی ہوں اگر تو کوئی متقی انسان ہے۔

یعنی متقی پرہیزگار انسان کے لئے نامحرم عورت کے پاس خلوت میں پہونچنا حرام اور ناجائز ہے۔ اگر حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی اصلی حالت میں ہوتے ۔ تو پھر یہ سوال ہی نہ ہوتا اور نہ ان کو یہ جواب دینے کی نوبت آتی۔

انما انا رسول ربک میں تیرے رب کا ایلچی ہوں

آیت مبارکہ کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں نمودار ہوئے تھے لیکن بعض مفسرین اور علماء نے اس پر بھی رائے زنی سے کام لیا ہے۔ کہ انسانی صورت بھی کس انسان کی صورت تھی۔ چنانچہ ایک روایت بغرض تردید ابن قیم نے اپنی کتاب زادالمعاد میں ذکر کی ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی روح بھی ان ارواح میں تھی جن سے حضرت آدم کے زمانہ میں عہد لیا گیا اسی کو حضرت مریم کیطرف اس وقت بھیجا گیا جب وہ مکان شرقی میں جا بیٹھیں تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس روح کو حضرت مریم کے سامنے ایک بشر کی صورت میں بھیجا اور وہ روح حضرت مریم کے سامنے ایک تام الخلقت بشر کی صورت میں متمثل ہوئی۔ اسی سے وہ حاملہ ہوئیں اور اسی روح نے ان سے خطاب کیا اور یہ روح حضرت مریم کے منہ کے راستے سے داخل ہوئی

ابن قیم نے اس روایت پر تنقید کی ہے۔

یہ روایت غلط محض ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کیطرف فرشتہ کو بھیجا تھا۔ چنانچہ اس فرشتہ نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا۔ حضرت عیسٰی نے متمثل ہو کر بات

toobaa-elibrary.blogspot.com

چیت نہیں کی تھی۔[1]

کیونکہ اس صورت میں یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ ذالکم بذھن) حضرت مریم کے شوہر بھی ہوئے۔ ایسے ہی ایک بات ہمارے زمانہ کے ایک مشہور عالم نے اپنی کتاب میں لکھ دی تھی۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت میں متمثل ہوئے تھے اس وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمثالی ابن احمد ہیں۔
(نعوذ باللہ منہا)

حضرت قدس سرۂ العزیز نے اپنی تفسیر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے انسانی شکل میں متشکل ہو کر آنے کی وجہ بھی تحریر فرمادی ہے۔ انس کی وجہ سے ایسا ہوا۔ کیوں کہ انسان کو اجنبی اور وحشت وپریشانی کی جگہ میں اپنے ہم جنس کو دیکھ کر انس پیدا ہوتا ہے اس کی وحشت دور ہوتی ہے۔ جیسا کہ قصہ مذکرہ در نزول وحی کے وقت پیش آیا۔ حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

فبینا انا امشی سمعت صوتا من	میں چلا جارہا تھا کہ میں نے آسمان سے
السماء فرفعت بصری فاذا الملک	ایک آواز سنی۔ میں نے جب آنکھ اٹھا کر
الذی جاءنی بحراء قاعد علی	دیکھا تو اچانک وہی فرشتہ دکھائی دیا جو
کرسی بین السماء والارض	میرے پاس غار حرا میں آیا تھا وہ کرسی پر
فجئثت فیہ رعبا۔	بیٹھا تھا جس سے آسمان وزمین بھرے ہوئے

تھے۔ میں اس سے خوف زدہ ہو گیا۔ (بخاری ومسلم)

اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غیر جنس کو دیکھا تو آپ پر وحشت طاری ہوئی اسی طرح معراج کا واقعہ ہے۔ بہرحال ایسے مواقع میں انسان کی وحشت مانوس چیز سے دور ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وحشت وادی مقدس میں دور کرنے کے لئے

---

[1] سیرۃ خیر العباد ترجمہ زاد المعاد صفحہ ۲۴ ج ۲ از قلم بندہ غفرلہ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ تعالیٰ نے کلام شروع کیا تھا۔

وما تلک بیمینک یاموسیٰ — اے موسیٰ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے

ایسے ہی سالکین کو سیر روحانی میں رویائے صالحہ پیش آتے ہیں اور مکاشفات ہوتے ہیں تاکہ ان کی وحشت دور ہو نہ یہ کہ یہی چیزیں مقصود ہیں۔ بہرحال حضرت مریم کے سامنے حضرت جبرئیل علیہ السلام تام الخلقت شکل انسانی میں ظاہر ہوئے تھے تاکہ ان کی وحشت دور ہو اس جگہ نکتہ گو حضرات تام اور اتم میں فرق نہ کر سکے۔ اگر لغت کے اعتبار سے بشراً سویاً کے معنی تامیت خلقت کے قرار دیئے جائیں تب تو نکتہ گوئی کیلئے حیلہ نکل سکتا ہے مگر ایسا نہیں ہے

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا

اور جب ٹھیک کر دی ہم نے ابراہیم کو جگہ اس گھر کی کہ نہ شریک کرنا میرے ساتھ کسی کو اور

وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (الحج)

پاک کر میرا گھر طواف کرنے والوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے واسطے

تفسیر اس میں حق تعالیٰ نے ترک شرک مطلقاً ارشاد فرمایا ہے۔ کہ کوئی فرد شرک کی نہ ہونی چاہیئے۔ اور تطہیر بیت کا طائفین کے واسطے کہ تطہیر از انجاس اصنام سے یہاں مراد ہے حکم کیا چنانچہ مفسرین نے لکھا ہے جس سے معلوم ہوا کہ طواف مثل سجود کے عبادت ہے اور اس کے ایقاع کے واسطے عین الاغیار ضرور ہے پس ظاہر ہوا کہ طواف بھی مثل سجود کے ایسی شے ہے کہ بوجود غیر کے۔ درست نہیں ہے سو عبادت ہونا طواف کا عبارت النص سے ثابت ہوا۔ اور اشارۃ النص سے غیر کو کرنا اس کا شرک متحقق ہوا۔ اور یہ بعد اس آیت کے دوسری آیت میں فرمایا۔

ولیطوفوا بالبیت العتیق — اور چاہیئے کہ بیت اللہ کا طواف کریں

کہ امر ایجاب طواف کا حکم ہے۔ اور ایجاب امور تعظیمیہ میں نہیں ہوتا مگر بوجہ عبادت کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

پس بعبارۃ النص طواف عبادت ہوا اور اسکو صغریٰ بنا سکتے ہیں کہ بحکم الطواف عبادت ہے اور دوسری آیت میں حکم ہے۔

امر ان لا تعبدوا الا ایاہ — اور حکم کیا گیا کہ نہ عبادت کرو مگر خدا ہی کی۔

اس میں حصر کر دیا عبادت کو کہ حق تعالیٰ کے واسطے کہ بحکم العبادۃ لا یکون الا اللہ جس کا نتیجہ شکل اول سے حاصل ہوا کہ۔

5358

الطواف لا یکون الا اللہ — طواف اللہ ہی کے لئے ہو سکتا ہے

حصر عبادۃ طواف کا حق تعالیٰ کے واسطے بعبارۃ النص و باشارۃ النص ثابت مع ہذا حدیث فخر عالم علیہ السلام سے۔

لا تقوم الساعۃ حتی تضطرب — قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ دوس

الیات نساء دوس حول ذی — قبیلہ کی عورتوں کے سرین ذی الخلصہ

الخلصۃ۔ — کے گرد مضطرب نہ ہوں۔

کہ جس سے طواف غیر اللہ تعالیٰ کو کرنا شرک ثابت ہوتا ہے اور اجماع امت کا بھی ہے کہ عبادت خاصہ حق تعالیٰ کے غیر کو جائز نہیں اور ملا علی قاری شرح مناسک میں لکھتے ہیں۔

ولا یطوف ای ولا یدور حول — اور نہ طواف کرے یعنی نہ چکر لگائے

البقعۃ الشریفۃ لان الطواف — حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس کے گرد

من مختصات الکعبۃ المنیفۃ — اس لئے کہ طواف بیت اللہ کے لئے خاص

فیحرم حول قبور الانبیاء و — ہے لہذا انبیاء اور اولیاء کی قبور کا طواف

الاولیاء — کرنا حرام ہے۔

پس اصول اربعہ سے شرک ہونا طواف غیر سے ثابت ہوتا ہے اب رہا قول سائل کا کہ طواف تعظیم ہے اور تعظیم اولیاء اللہ کی وہ جائز ہے کہ مخصوص حق تعالیٰ کے ساتھ نہ ہو اور حد عبادت کو نہ پہونچی ہو۔ اور جو تعظیم کہ عبادت ہو وہ ہرگز غیر کو جائز نہیں۔ لقولہ تعالیٰ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

امر ان لا تعبدوا الا ایاہ

پس تعظیم عبادت غیر کو اگرچہ انبیاء ہوں حرام اور شرک ہوئی۔ البتہ وہ تعظیم کہ عبادت کے درجہ میں نہیں ہے وہ اولیاء کو درست ہے مگر اس کا درجہ دریافت کرنا بھی نصوص ہی سے ہوگا۔ بہرحال کہ جو تعظیم کہ بایجاب اللہ تعالیٰ ذات حق تعالیٰ کے واسطے فرض ہوئی وہ خواص حق تعالیٰ سے ہوئی اور غیر کے واسطے حرام ٹھہری پس طواف جو عبادت مفوضہ للہ تعالیٰ ہے اولیاء کو حرام ہے گی اور حصر ہونا عبادت کا نص سے ثابت ہوگیا اور یہ کہ عبادت اولیاء کی درست قطعاً باطل کیونکہ تعظیم عبادۃ غایۃ التذلل والتعظیم ہے اور یہ ہرگز کسی کو درست نہیں اور اصل حل ہونا اس وقت ہے کہ کوئی نص اس باب میں وارد ہوئی ہو۔ چونکہ نص تحریم عبادت لغیر اللہ یہاں موجود ہے پس یہاں اصل حرمت ہوگئی اب کسی تعظیم کو درجہ عبادت سے خارج کرنا اور غیر اللہ کے واسطے جائز کرنا خود محتاج دلیل کا ہووے گا۔ سو معاملہ علی القلب ہے سائل نے یہاں نظر تحریم عبادت کی نص پر نہیں کی۔ ورنہ ایسی بات نہ کرتے۔ حالانکہ یہ نص نہایت ظاہر ہے۔ ایاک نعبد کہ ہر روز بہت دفعہ تکرار اس کا ہوتا ہے۔

الحاصل یہاں اس مسئلہ میں نص تحریم موجود ہے پس اصل تعظیم غایت حرمت ہے مگر جس درجہ نص ہے مماثل نص محرم کی مستثنیٰ فرما دیوے وہ جائز ہو جاوے گی۔ واللہ۔ ۱۱

(لطائف رشیدیہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى

اور جو رسول ہم نے بھیجا تجھ سے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے - شیطان نے

اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِىْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى

ملا دیا اس کے خیال میں - پھر اللہ مٹا دیتا ہے شیطان کا ملایا ہوا -

الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ - (الحج)

پھر پکی کر دیتا ہے اپنی باتیں -

تفسیر جس وقت پڑھتا ہے ڈالتا ہے شیطان اس کی قرأت میں - جلالین نے تو ایسی خبط روایت لکھدی کہ عقل نقل کے خلاف ہے - اگر یہ ہو تو آپ کی تبلیغ ہی بیکار ہو جاوے اگر یوں ہو کہ بعد آپ کے وقف و سکوت کی آیت " ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ پر شیطان نے اذن کفار میں تلک الغرانیق الخ ڈالدیا اور القی کر دیا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہے - تو ممکن تھا اور چنداں دشوار نہ تھا - مگر محققین اس سے بھی انکار کرتے ہیں - میں کہتا ہوں کہ اگر یوں کہا جاوے کہ قرأۃ میں القاء کرنے سے یہ مراد ہے کہ کفار کو جو قرأت پہونچتی ہے اس میں مفتری کچھ افترا کم زیادہ حسب خواہش کر کے سناتے ہیں کہ جس سے حضرات انبیاء علیہم السلام پر طعن کا موقع ہو جاوے تو کیا حرج ہے یہ تصور کرنا کہ عین وقت قرأت کے القاء کر دیتا ہے - کیا ضرورت ہوئی - اور کون قرینہ تخصیص وقت قرأت کا ہے بلکہ قرآن میں تحریف کرنا مراد ہے - یا یہ کہ تحریف فقط معنیٰ کا بگاڑ کر بیان کرنا ہو - جیسا کہ ہر دو تحریف پہلی کتابوں میں موجود ہے - بلکہ اگر یہ دعویٰ کیا جاوے کہ پہلی کتب کی نسبت یہ حکم ہے نہ کہ حضرت علیہ السلام کی نسبت تو کیا دلیل ہے کہ اس قرآن میں بھی ایسا ہوا ہے - کیوں کہ یہ محکم غیر منسوخ بحفاظت اللہ تعالیٰ ہے - اس میں ہرگز یہ نہیں ہوا پس اب کوئی خدشہ نہیں یا کہو کہ معنی یہ ہیں جس کو بیضاوی نے لیا جب تمنا کرتا ہے تو شیطان اس کی تمنا میں القاء کرتا ہے یعنی بعض امر برائے خود قبل ورود وحی فرماتے ہیں جو خواہش قلبی کے مطابق ہوتا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

چونکہ رضاء حق تعالیٰ کے خلاف ہے اس میں دخل شیطانی ہے نہ کہ تسلط شیطان کا آپ پر ہوا۔ بلکہ کوئی امر تزدیر شیطانی تھا اس پر مرأۃ قلب آپ کا مقابل ہوکر منعکس ہوا بسبب خواہش قلبی کے کہ بتاویل خیر ہو جاتی ہے آپ نے اس کے موافق تمنا قرار دیکر کرنا چاہا۔ یا کرلیا اسکو حق تعالیٰ نے کردیا جیساکہ مشورہ اساریٰ بدر میں ہوا مثلاً۔ زیادہ تقریر کی گنجائش نہیں ——————— (لطائف رشیدیہ)

تشریح | لفظ تمنیٰ کے دو معنیٰ کو اختیار کرتے ہوئے حضرت نے تفسیر فرمائی۔ ایک معنیٰ

اذا احب شیئاً واشتهاه و — جب کوئی چیز پسند ہو اور اس کی
حدثت به نفسه — خواہش نفس میں پیدا ہوئی ہو۔

علامہ عثمانی نے اس معنی کے پیش نظر دور تک کلام کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔
احقر کے نزدیک بہترین تفسیر وہ ہے کہ جس کی مختصر اصل سلف سے منقول ہے یعنی تمنا کو بمعنی قرأت یا تحدیث کے اور امنیت کو بمعنی متلو کے لیا جائے مطلب یہ ہے کہ قدیم سے عادت یہ رہی ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول بات بیان کرتا یا اللہ کی آیات پڑھکر سناتا ہے۔ شیطان اس بیان کی ہوئی بات میں طرح طرح کے شبہات ڈالدیتا ہے یعنی بعض باتوں کے متعلق بہت لوگوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کرکے شکوک و شبہات پیدا کردیتا ہے۔ الخ صفحہ ۴۳۴

اسی چیز کو حضرت قدس سرہ نے مفتری لوگوں کی مفتریات سے تعبیر کیا ہے اور تمنی کو بمعنی قرأت لیا ہے جیساکہ ایک عرب کے شاعر نے کہا ہے۔

تمنی کتاب الله اول لیلة — وآخرها لاقی حمام المقادر

یہاں تمنی کے معنی قرأت کے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ رسول جو قرأت کرتا ہے شیاطین الانس یا شیاطین الجن اس قرأت کو تحریف کرکے یعنی اپنی طرف سے گھڑ کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

لوگوں میں پھیلاتے ہیں اور اسی طرح طرح کے شبہات پیدا کرتے ہیں مثلاً آیت مبارکہ

حرمت علیکم المیتۃ   تم پر میتہ حرام کیا گیا۔

سے شبہ ڈالا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہوئے وغیرہ ذٰلک۔ حضرات مفسرین محدثین نے علامہ جلال الدینؒ کی بیان کردہ روایت پر سخت جرح کرتے ہوئے اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔ جس کو حضرت قدس سرہٗ نے علامہ بیضاوی کے حوالہ سے بیان فرمایا ہے۔ اور اسی تفسیر کو علامہ عثمانی نے مدلل بیان کیا ہے۔ لیکن حضرت قدس سرہٗ العزیز نے آیت کے الفاظ ہی میں وہ معنی بیان کئے جو اچھوتے اور بے غبار ہیں۔ فرمایا ہے کہ وما ارسلنا من قبلک الخ یعنی آپ سے پہلے کوئی پیغمبر اور نبی ایسا نہیں آیا کہ اس کے ساتھ شیطان الانس والجن نے افتراپردازی اور شبہات کی نشرواشاعت نہ کی ہو۔ رہا قرآن پاک کا معاملہ وہ محفوظ ہے۔ اور آیت کے الفاظ سے قرآن پاک کے بارے میں یہ ثابت نہیں ہو رہا۔ بلکہ ماقبل کے متعلق بیان ہے۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج)

اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔

تفسیر | مخالفت نفس و شیطان کرنا جہاد اکبر ہے۔ نص سے یہ بات ثابت ہے۔

پس تہذیب نفس کے واسطے لذائذ و مباحات، لباس، و راحت وغیرہ کو بزرگان دین نے ترک کیا تھا تاکہ نفس ان کا تقاضائے معصیت سے باز رہے اور نفس امارہ ان کا مطمئنہ ہو جائے۔ خود فخر عالم علیہ السلام نے بعض اوقات مرغوب شے کو ترک کر دیا ہے۔ صحابہؓ نے بھی اور بحکم

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا۔

لذائذ کو نہیں کھایا اور خود زینت مکان کرنے سے حضرت فخر عالم علیہ السلام نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر رنج ظاہر کیا تو اشارۃً ثابت فرمادیا کہ اگر مباحات کو تہذیب نفس کے واسطے چھوڑ دیں درست ہے۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فقر اختیاری تھا نہ اضطراری تو اس سے ان مباحات کو ترک کرنے سے اجازت نکلتی ہے۔ اور بزرگوں نے ترکِ مباحات لذائذ کا کیا ہے نہ یہ کہ تحدیداً اپنے نفس پر کر لی ہو۔

مریض اگر بسبب مرض کے کوئی شے ترک کرے اور تمام عمر بیماری کی وجہ سے اس کو نہ کھاوے تو ملامت شرع کی نہیں اور نہ وہ مجرم ہوتا ہے۔ ایسا ہی بزرگوں نے طیّبات کو ترک کیا ہے۔ بوجہ معالجہ باطنی اخلاق بدنفس کے۔ نہ بوجہ تحریم کے۔

اور خصّی ہونا۔ دریا میں پڑا رہنا ترک صلوٰۃ وغیرہ یہ بزرگوں سے نہیں صادر ہوا کسی احمق نے بزرگوں پر تہمت لگائی ہے۔ ہاں اگر چاہ میں لٹکے اور دریا میں کسی وقت سزائے نفس کے واسطے کرے تو نماز فرائض واوراد کو بوجہ احسن ادا کر کے یہ کام کیا ہوگا ورنہ تمام حضرات اصلاح و تکمیل۔ صلوٰۃ وصوم کے واسطے کرتے تھے۔ اس کو کیسے ترک کرتے یہ غلط تہمت ہے۔

اور ترک نکاح کرنا اکثر بزرگوں سے ہوا بوجہ نہ شہوت پر اعتماد کر کے کہ معصیت سرزد نہ ہووے گی اور فراغ خاطر کی وجہ سے عبادت میں اور حال حرام سے بچنے کو نفقہ حلال کا پیدا کرنے میں زوجہ کے واسطے دشواری جانتے تھے اور اپنے نفس پر گھاس حلال پر قانع ہوتے تھے۔ تو ان وجوہ سے ترکِ نکاح معیوب نہیں بلکہ بعض اوقات واجب ہوجاتا ہے کہ نکاح نہ کرے۔ پس یہ طعن شرعاً بالکل خطا فہمی و ناواقفیت دین کے قواعد سے ہے۔ بہرحال ان کا مجاہدہ باشارۂ نصوص ہے اور اس مجاہدہ کے سبب ان کو قوت روحانی اور تہذیب اخلاق ونفس حاصل ہوتی تھی۔ لہٰذا یہ ان کے حق میں عبادت تھا۔ اور ترک مباح پر کوئی گناہ وعتاب نہیں ہوتا البتہ مباح حرام کرنا بدعت ومخالفت ہے سو ان سے یہ امر ہرگز ہرگز نہیں ہوا۔ ترک مباحات بطور معالجۂ امراض نفس کے ہوا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

پس ان اکابر کے جملہ افعال عین کمال تھے۔ اور عین موافقت حکم شرع کے ہے

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

(فتاویٰ رشیدیہ)

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ

اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمینوں کی مثال اس کی روشنی کی جیسے ایک طاق

فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ۔ (نور)

اس میں ہو ایک چراغ وہ چراغ ہو شیشہ میں

تفسیر نور بھی ایک مخلوق شے ہے۔ لہٰذا مفسرین نے لکھا ہے منور السمٰوٰت۔ اللہ تعالیٰ وراء الوراء ہے نور و ظلمت سے پاک ہے

لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ۔ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں

بزرگان دین فرما گئے ہیں اور ذاتِ حق تعالیٰ ادراک سے مبرا ہے۔ قلب و عقل بشر ادراک سے عاجز ہے ؎

دور بیناں بارگاہ الست غیر ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

وہ ذات ہستی مطلق ہے کہ ہستی و اطلاق سے بھی بالاتر ہے۔ اطلاق کو بھی وہاں گنجائش نہیں اور جو کچھ کسی کے قلب میں آیا ہے یا آتا ہے وہ سب غیر ہے ذات پاک اس سے مبرا ہے۔ پس ایسی حالت میں کسی کیف کا ہونا کیا گنجائش رکھتا ہے۔

(مکتوباتِ رشیدیہ)

تشریح سورہ نور کی اس آیت میں حق تعالیٰ شانہٗ نے۔ انسانوں کی ہدایت کے لئے اور ان کو سمجھانے کے لئے تمثیلاً اپنا تعارف نور السمٰوٰت ؔ سے کرایا ہے۔ جس کا ترجمہ منور السمٰوٰت سے مفسرین نے کیا ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے اس سے بھی عمدہ ترجمہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

روشنی سے کیا ہے ۔ یہ بھی تعارفی ترجمے میں ورنہ حق تعالیٰ شانہ' تمام اقسام کی کمیت و کیفیت سے مبرا و پاک ہے ۔ جیسا کہ حضرت قدس سرہ' نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ہستی ولطلاق سے بھی ورا الورا ہے ۔ جس نے بھی ذات حق تعالیٰ شانہ' کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ تعارفی حد تک ہے اور بس ۔ جیسا کہ اکبر الہ آبادی نے لکھا ہے ۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا — میں جان گیا بس تری پہچان یہی ہے

عارف نظامی نے اس سے بھی آگے بڑھ کر کہا ہے ۔

بنام آنکہ اونام ندارد ——— بہر نامے کہ خوانی سر بر آرد

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيلًا (فرقان)

اور جس دن پھٹ جائے آسمان بادل سے اور اتارے جائیں فرشتے تار لگا کر ۔

تفسیر غمام کے ترجمہ کو بیضاوی جلالین نے بادل سفید لکھا ہے ۔ بیضاوی کہتا ہے جب آسمان شق ہو جاوے گا تو اس میں سے ایک غمام نکلے گا اوس میں ملائکہ ہونگے اور جلالین کہتا ہے کہ غمام کر آسمانوں کو لگا ہوا ہے مع آسمانوں کے پھٹ جائے گا

(لطائف رشیدیہ)

تشریح حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے اپنے فوائد قرآن پاک میں تحریر فرمایا ہے

قیامت کے دن آسمانوں کے پھٹنے کے بعد اوپر سے بادل کی طرح ایک چیز اترتی نظر آئے گی جس میں حق تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہوگی اسے ہم چتر شاہی سے تعبیر کیے لیتے ہیں شاید یہ وہی چیز ہے جسے ابو رزین کی حدیث میں عماء سے اور نسائی کی ایک روایت میں جو معراج سے متعلق ہے غیابہ سے تعبیر کیا ہے واللہ اعلم اس کے ساتھ بیشمار فرشتوں کا ہجوم ہوگا اور آسمانوں کے فرشتے اس روز لگا تار مقام محشر کی طرف نزول فرمائیں گے الخ ص ۴۶۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

علامہ عثمانی نے جو تفسیر کی ہے وہ احادیث کے مطابق ہے اور حضرت شیخ الہند کا ترجمہ حضرت قدس سرہٗ کی تفسیر اور صاحب جلالین، بیضاوی کو حاوی ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے جو تفسیر تصوف کے رنگ میں کی ہے وہ بھی بہت خوب ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

مصف ۲۵۱/۱۷

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ فَقَدْ کَذَّبْتُمْ

تو کہہ پرواہ نہیں رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم اس کو نہ پکارو سو تم جھٹلا چکے

فَسَوْفَ یَکُوْنُ لِزَامًا (فرقان)

اب آگے کو ہونی ہے مٹھ بھیڑ۔

تفسیر سورۂ فرقان کی آخر کی آیت میں تو خطاب کفار کو قطعاً ہے اور قول "ما یعبؤ بکم" میں دونوں (مسلمانوں اور کافروں) کو ہو سکتا ہے کہ اول مومنین کو خاص خطاب تھا کہ ایسی ایسی عبادات و معاملات کرنے والوں کے درجات ہیں اس کے بعد فرمایا کہ اگر عبادات نہ ہوتیں تو تمہاری اے مومنو! تمہارے رب کو کیا پرواہ ہوتی کہ تم بھی مثل حیوانات و کفار کے لا یعبؤ بہ ہوتے۔ یا ما نافیہ کہو کہ اگر عبادات تمہاری نہ ہوتیں تو تمہارے رب کو تمہاری کچھ پرواہ نہیں تھی فَقَدْ کَذَّبْتُمْ اے تمہاری بعض قوم نے تکذیب کی تو دیکھو کہ اب اپنی سزا کو پہونچتے ہیں۔ اور جو کفار کو خطاب ہو تو بھی واضح ہے کہ اول مومنین کے درجات بیان کر کے کفار کو کہا کہ تمہاری کیا پرواہ ہو بدون عبادات کے سو تم نے عبادت نہ کی بلکہ تکذیب کی تو سزا پاؤ گے اور مومنین کے درجات سے محروم رہو گے۔

(لطائفِ رشیدیہ)

تشریح وجہ اشکال یہ تھی کہ اس آیت سے قبل مؤمنین سے خطاب ہے اور ان کے درجات کو ذکر کیا ہے۔ یہاں مضمون کا رُخ بدلا ہوا سا نظر آرہا ہے تو "کُم" کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ضمیر کے مخاطب کافر ہیں یا مومن ہیں۔؟ اس سے قبل والی آیات یہ ہیں۔

ومن تاب وعمل صالحاً فانہ یتوب	اور جس نے توبہ کی اور اچھے کام کئے سو
الی اللہ متابا۔ والذین لا یشہدون	وہ پھر آیا اللہ کیطرف پھرنے کی جگہ اور لوگ
الزور واذا مروا باللغو مروا کراما	شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور
والذین اذا ذکروا بآیات ربہم	جب گذرتے ہیں کھیل کی باتوں کیطرف تو
لم یخروا علیہا صما وعمیانا	گذر جاتے ہیں شرافت سے اور وہ لوگ
والذین یقولون ربنا ھب لنا من	جب ان کو سنائیں اللہ کی باتیں نہ پڑیں ان
ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین	پر بہرے اور اندھے ہو کر اور وہ لوگ جو کہتے
واجعلنا للمتقین اماما اولئک	ہیں اے رب ہم کو ہماری عورتوں کیطرف سے
یجزون الغرفۃ بما صبروا و	اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک
یلقون فیہا تحیۃ وسلاما	اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام انھیں کو بدلا ملیگا
خلدین فیہا حسنت مستقرا	کوٹھوں کے جھروکے اسلئے کہ وہ ثابت قدم رہے
ومقاما۔ (الفرقان)	اور لینے آئینگے انکو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے

یہاں تک مومنین کا تذکرہ ہے اور ان کے حالات اور درجات کو بیان فرمایا ہے اور بعد میں مضمون کا رنگ بدلا ہوا ہے۔

لہٰذا حضرت قدس سرہٗ نے دو جواب عنایت فرمائے۔ ایک یہ کہ یہاں سے کفار کو خطاب ہے دوسرے یہ کہ مومنین سے ہی خطاب ہے اس لئے کہ ما نافیہ ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ نے ما کو نفی کے لئے مان کر ترجمہ کیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۔ (الروم)

وہی ہے تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو۔ بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو۔

تفسیر | مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی پیدائش کو کوئی متغیر نہیں کر سکتا۔ مگر خدائے تعالیٰ جل شانہ خود اپنی خلق کو جس طرح چاہے متغیر کر سکتا ہے۔ اور معجزہ بھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے جس میں خرق عادات ہوتا ہے کوئی مستقل طور پر اسکے اصدار پر بالکلیہ و بالاستقلال قدرت نہیں ہوتی۔ لہذا عصا کا اژدہا ہونا۔ پہاڑ سے ناقہ کا پیدا ہونا وغیرہ یہ سب امور خدائے تعالیٰ ہی کی خلق ہے۔ پس اس پر کچھ اشکال نہیں۔

دیکھو حق تعالیٰ بیضا پیدا کرتا ہے۔ اگر اسکو توڑ کر دیکھیں تو اس میں زردی اور سفیدی ہوتی ہے۔ پھر وہی اسکو خون بنا کر اس میں سے بچہ پیدا کرتا ہے ایسے ہی نطفہ سے آدمی بلکہ بہت سے تغیرات پر باذن اللہ تعالیٰ آدمی بھی قادر ہے۔ جیسے کسی شے کو بنا کر راکھ بنا لیتے ہیں وغیرہ وغیرہ یہ سب جملہ تغیرات باذنہٖ تعالیٰ ظہور پذیر ہیں۔ پس ان تبدیلات کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے کہ جسکو فہم سے اصلاً بہرہ نہ ہو۔ اور آیت شریفہ میں ہرگز یہ معنی مراد نہیں ہیں۔

۲۔ کلام مذکور درخت کی جہت سے اور درخت میں سے اگر آیا ہو تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ درخت متکلم مثلاً اگر کوئی شخص دیوار کے پیچھے سے یا پردہ کی آڑ سے یا تابدان میں سے آواز دے تو ظاہر ہے کہ آواز ان اشیاء میں سے ہو کر نکلے گی۔ مگر اس سے کہ وہ آواز اس شے سے ہو کر نکلی ہے کوئی عاقل یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ دیوار اور کپڑا اور تابدان متکلم ہیں۔ متکلم تو وہی ہے کہ جس سے اصدار کلام کا ہوا ہے۔ اور جس کے ساتھ یہ صفت قائم ہے۔ نہ کہ وہ دیوار اور پردہ اور تابدان پس اسی طرح یہاں بھی متکلم باری تعالیٰ عز اسمہٗ ہیں اور جانب وجہت صدور آواز شجرہ ہے۔ اس سے شبہ حلول یا شبہ کہ وہ شجرہ مدعی الوہیت ہو سراسر نادانی ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

تشریح مذکورہ بالا آیت کی تفسیر دراصل ایک شبہ کا جواب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ لا تبدیل لخلق اللہ اور لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا الآیۃ۔ تو حضرت موسیٰ کی لاٹھی اژدہا بن جانا اور حضرت صالح کی اونٹنی کا پتھر سے پیدا ہونا کیوں۔؟ حضرت قدس سرہ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ دوسری بات اس شبہ کا جواب ہے۔ کہ شجرۂ طور سے آواز آئی تھی۔ انا ربّ العٰلمین میں رب العالمین ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے شجرۂ طور میں حلول کر لیا تھا اس کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ الخ

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ

سو تو سنا نہیں سکتا مُردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو پکارنا جبکہ

إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۔(روم)

پھریں پیٹھ دے کر۔

تفسیر مسئلہ سماع موتیٰ کا قرن اول میں مختلف ہوا ہے۔ اب اس کا فیصلہ تو ممکن ہی نہیں مگر بتقلید اپنے مجتہد مقلد کے۔ کہ کوئی ترجیح کی جانب اگر میلان کرے تو مضائقہ نہیں سو مسلک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مثل طریقہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہے کہ آیت قطعی کو اپنی حالت میں رکھ کر اور معنی حقیقی پر حمل کر کے کہ اصل موضوع لہ ہے حدیث میں کہ شرح قرآن کی ہے۔ تاویل مناسب ہے۔ جب تک کہ قطع معنی حدیث پر حاصل نہ ہو جاوے چنانچہ اصول میں مبرہن ہے پس آیت انک لا تسمع الموتی۔ خاص اور احادیث سماع ظنی۔ اخبار احاد تخصیص کس طرح درست ہو سکتی ہے پھر اس آیت میں استعارہ ہے کہ کفار کو اموات وصم سے تشبیہ دیا ہے اور مستعار منہ میں معنی وجہ شبیہ کی حقیقت ہوتی ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ میت اور اصم میں صلاح سماعت نہیں۔ لہٰذا معنی عدم اجابت کہ جو مجاز ہے مشبہ میں لینا کیسے درست ہووے گا۔ البتہ مشبہ میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہی مراد ہے۔ لہذا حسب قاعدہ مرجح جانب عدم سماع ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے چونکہ فخر عالم کی زبان سے "ما انتم باسمع منھم" سنا تھا تو ان کے نزدیک یہ حدیث بھی قطعی تھی جو کچھ معنی انھوں نے سمجھے اس فہم کی وجہ سے اگر تخصیص کریں ہو سکتا ورنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو خود حدیث میں تاویل کی۔ اور آیت کو بحال خود رکھا اور رجع کر دیا۔

الحاصل ارجح مذہب عدم سماع کا ہے حسب قواعد پس احادیث میں تاویل مناسب ہے وگرنہ دوسری جانب بھی مذہب قوی ہے۔ اور زیادہ بسط کی گنجائش نہیں اگر بغور مطالعہ فرماؤ گے تو توقع ہے کہ اصل مراد کو آپ تصدیق فرما دیں۔ (لطائف رشیدیہ)

وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ

اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھے معلوم

عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (لقمان)

نہیں تو ان کا کہنا مت مان۔

تفسیر سورۂ لقمان میں قید ما لیس لک بہ علم کا یہ نفع ہے کہ شرک نہ کرنے کی تاکید ہو گئی۔ کیونکہ فرمایا کہ جو وہ شرک کرا دیں تجھ سے ایسے کو کہ تجھ کو اس کا علم دو قوف نہیں تو کمال حماقت ہے کہ محض تقلید بیہودہ سے ایسا خراب عمل کرے اور اگر کوئی امر سمجھ میں غلطی سے آگیا ہے اور اس پر کسی کی تاکید سے عمل کیا تو کہہ سکتے ہیں کہ والدین کی بات قرین قیاس بھی مان لی مگر جب ایسی کہیں کہ خلاف عقل اور محض حماقت ہو اور محض ضار ہو تو کیسے کوئی عاقل اس کو مان سکتا ہے پس شرک اور سب خلاف مشروع ایسا ہی ہے تو اس کی تسلیم کی کوئی عذر وجہت ہی نہیں ہو سکتی مفسرین نے اس قید کو قید واقعی لکھا ہے۔ مگر یہ نکتہ عجیب ہے بغور سنتا۔

تشریح قید کی دو قسمیں ہیں۔ قید حقیقی یا واقعی جو مضمون میں تاکید کے لئے لائی جاتی ہے دوسرے قید احترازی جس سے خلاف کی نفی ہوتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلٰكِنْ حَقَّ

اور اگر ہم چاہتے تو سمجھا دیتے ہر جی کو اس کی ہدایت لیکن ٹھیک ہو چکی

الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

میری ہی بات کہ مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے

أَجْمَعِينَ (سورۃ السجدہ)

لکھئے۔

تفسیر اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ چاہتا تو سب کو مومن کر دیتا مگر جو فرما چکا ہے اسکے خلاف نہ کرے گا۔ اور یہ سب اختیار سے ہے۔ اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار فعال لما یرید ہے یہ عقیدہ تمام علمائے امت کا ہے چنانچہ بیضاوی میں تحت تفسیر "ان تغفر لہم الخ" لکھا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضی وعید کا ہے۔ ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ ہے عبارت اس کی

وعدم غفران الشرك مقتضى — اور عدم غفران شرک وعید کو مقتضی ہے

الوعيد فلا امتناع فيه لذاته — اس میں کوئی امتناع ذاتی نہیں ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ)

تشریح اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہے گا کرے گا اور جو چاہا کیا۔ اس کو کوئی روک ٹوک نہیں سکتا۔ چاہے تو فرعون، ابوجہل، ابولہب، کو جنت عطا کر دے۔ اور کسی ولی کو دوزخ میں بھیج دے وہ قادر ہے کر سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا نہیں اس نے جو ضابطہ مقرر کر دیا ہے۔ کہ اہل ایمان کو جنت ملے گی۔ اور اہل کفر پر جنت حرام رہے گی وہ اس کے خلاف نہیں کرے گا۔ اور اسی کے اوپر اہل سنت والجماعۃ کے علماء کا اجماع ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مدارج میں تحریر فرمایا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ونزد اصحاب ما کہ اہل سنت والجماعت
این ہم جائز است کہ حق تعالیٰ یک
از چاہ ضلالت برآوردہ ہدایت
رسانیدہ وبمرتبہ نبوت رسانند و
لیکن دلیل سمعی برآنست کہ این جائز
بوقوع نیامدہ۔

ہمارے اصحاب اہل سنت والجماعت
کے نزدیک یہ بھی جائز ہے کہ خدائے
تعالیٰ کسی کو جو چاہ ضلالت میں پڑا ہو
نکال کر ہدایت عطا کرے اور مرتبہ نبوت
پر فائز کرے۔ لیکن اس کا وقوع دلیل
سمعی کی روشنی میں جائز نہیں ہے کہ ایسا ہوگا نہیں

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ

اور اگر نہ ہوتے کتنے ایک مرد ایمان والے اور کتنی عورتیں ایمان والیاں جو تم کو معلوم نہیں

أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ

یہ خطرہ کہ تم ان کو پیس ڈالتے پھر تم پر ان کی وجہ سے خرابی پڑتی بے خبری میں

لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ (الفتح)

کہ اللہ کو داخل کرنا ہے اپنی رحمت میں جس کو چاہے۔

تفسیر سورۂ فتح (کی ان آیات میں) کہا ہے کہ اگر مکہ میں بعض مرد و عورت مسلمان نہ ہوتے ایسے کہ تم ان کو نہیں جانتے اور بسبب نادانستگی کے ان کے پامال ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم تم کو اذن قتال دیتے مگر چونکہ ان مسلمانان مخفیہ مکہ کو بچانا اور تم کو اس مضرت قتل سے بچانا تھا اذن قتال نہ دیا۔ لیدخل متعلق لاذن لکم جواب محذوف کے ہے۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ حدیبیہ کے موقعہ پر مسلمانوں کو جنگ کرنے کا حکم چند حکمتوں کے تحت نہیں دیا گیا تھا۔ ان میں سے یہ بھی حکمت تھی کہ مکہ معظمہ میں جو مسلمان خفیہ طور پر محصور تھے ان کو بچانا بھی مقصود تھا اگر لاعلمی میں وہ بھی قتل ہو جاتے تو کفار مکہ اور دنیا والے یہی کہتے کہ میاں مسلمان تو جب اپنے دشمنوں سے انتقام لینے پر آتے تو اپنے ہی بھائیوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو بھی قتل کر ڈالتے ہیں۔ اگر یہ مصلحت نہ ہوتی تو قتال کا اذن مل جاتا۔ اسی کیطرف حضرت قدس سرہٗ نے اشارہ فرمایا ہے۔ لیدخل متعلق اذن لکم جواب محذوف کے ہے۔

اس جگہ یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر کسی جگہ کافروں نے مقید مسلمانوں کو آڑ کے طور پر استعمال کیا ہو۔ یعنی مقابلہ میں سامنے مسلمانوں کو رکھدیا ہو تاکہ مسلمانوں کی گولیوں سے مسلمان ہی ہلاک ہوں۔ ایسے موقعہ پر گولی کا نشانہ قصداً مسلمانوں کو نہ بنایا جائے بلکہ کافروں کو نشانہ بنایا جائے اس پر بھی کسی مسلمان کے گولی لگ جائے اور وہ شہید ہو جائے تو انشاء اللہ گرفت نہ ہو گی

ویرمیہم بنبل ونحوہ وان تترسوا ببعضنا۔ درمختار صفحہ ۲۳۴ ج ۳	اور کافروں وغیرہ پر تیر وغیرہ کی بوچھاڑ کی جائے گی اگرچہ وہ ہم میں سے بعض کو ڈھال کے طور پر استعمال کریں۔

جمعیۃ علماء ہند کے آرگن الجمعیۃ کا وہ اعلان بھی خوب ہے جو اس نے ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۵ء کے سنڈے اڈیشن میں کیا تھا۔

> کشمیر کے سلسلہ میں یہاں کے علماء پاکستان کی ہر سرگرمی کو خودکشی تو قرار دیتے ہیں اُسے جہاد سے تعبیر نہیں کر سکتے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ

جان لو کہ تم میں رسول ہے اللہ کا اگر وہ تمہاری بات مان لیا کرے بہت کاموں میں

مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ

تو تم پر مشکل پڑے پر اللہ نے محبت ڈالدی تمہارے دل میں

وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ (سورۂ حجرات)

ایمان کی اور کھبادیا اس کو تمہارے دلوں میں

تفسیر | سورۂ حجرات میں ارشاد فرمایا کہ اگر وہ دل اکثر بات تمہاری مانتا تو تم ہلاک ہو جاتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

شبہ ہوا کہ بعض بات ماننے سے شاید کچھ نقصان اصحاب کا ہوا ہو گا اشارۃً مفہوم ہوتا ہے کہ اکثر امور کی تسلیم سے ہلاکت تو بعض کی تسلیم سے مضرت ہو گئی ہووے گی (تو لکن کی قید سے) مرفع کر دیا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرماتا ہے تو تم کو محفوظ رکھا ہے جو امر ہوتا ہے فوراً اطلاع دے کر بچا دیتے ہیں۔ کیونکہ کفر و فسوق و عصیان کی سب کی بہ ترتیب کراہت ارشاد فرما دی ہے۔ (لطائف رشیدیہ)

تشریح سوال یہ تھا کہ آیت مبارکہ میں لکن کی قید کا کیا فائدہ ہے۔ اس کی حضرتؒ نے تشریح فرما دی۔ اس آیت کا اگلا حصہ یہ ہے۔

وکرہ الیکم الکفر والفسوق	اور نفرت ڈالدی تمہارے دل میں
والعصیان اولئک ھم	کفر اور گناہ اور نافرمانی کی وہ لوگ وہی
الراشدون۔	ہیں نیک راہ پر۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت قدس سرہٗ ہی کی تفسیر کو اختیار کیا ہے فرماتے ہیں۔

یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری ہر بات مانا کریں تو بڑی مشکل ہوتی لیکن اللہ کا شکر کرو کہ اس نے اپنے فضل اور احسان سے مومنین قانتین کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا اور کفر و معصیت کی نفرت ڈالدی۔ جس سے وہ ایسی بیہودگی کے پاس بھی نہیں جا سکتے۔ جس مجمع میں اللہ کا رسول جلوہ افروز ہو وہاں کسی کی رائے کی و خواہش کی پیروی کہاں ہو سکتی ہے۔ آج گو حضور ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر حضور کی تعلیم اور آپ کے وارث و نائب یقیناً موجود ہیں۔

صاحب تفسیر مظہری نے آیت مبارکہ کے الفاظ کی ترتیب سے ایک عجیب نکتہ پیدا کیا ہے۔ جس سے حضرت قدس سرہٗ کی تفسیر کی تائید ہو رہی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ظاہر سیاق آیت یہ ہے کہ فسوق اخف ہے کفر سے اور قبیح ہے عصیان سے پس مراد اس سے جماعت سے خروج اور ارتکاب بدعت اس درجہ تک کہ کفر تک نہ پہونچے۔ اس کی تکفیر نہ کی جائے گی۔ پس وہ کفر سے کم درجہ کا ہے اور جوارح کی نافرمانی سے زیادہ خبیث ہے۔ صفحہ ۴۷/۹۲

مطلب یہ ہے کہ نافرمانی میں سب سے کم درجہ فسق کا پھر ارتکاب بدعت کا اور پھر کفر کا۔ مومن کے قلب میں جب ایمان کھپ جاتے تو وہ ان تینوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی کیطرف حضرت قدس سرہٗ نے اشارہ فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ

اور ہم نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے

سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿ق﴾

چھ دنوں میں اور ہم کو نہ ہوا کچھ تکان۔

تفسیر چھ روز میں پیدا کرنے کی مصلحت بہت ہیں۔ بندہ بعض مصالح سے اگر واقف ہو گیا تو اس میں حصر نہیں۔ بیضاوی نے لکھا ہے کہ اس میں دلیل با اختیار کرنے کی ہے یعنی بایجاب موجود ہونا۔ جو حکمار جہلاء نے کہا ہے باطل ہے۔ اور تعلیم تانی کی بندوں کو ہے کہ تم بھی سمجھ سوچ کر کام کیا کرو اور ہو سکتا ہے کہ یہ اشارہ ہو کہ آدمی چھ روز کاروبار کرے اور ایک ساتواں دن عبادت کا مقرر کرے اور فراغ عن المعاش اور تعمیر معاد کے لئے مقرر کرے۔ اور سوائے اس کے اور منافع وعبرات بھی ہوں۔ اور سورۂ قاف کی اس آیت ومامسنا من لغوب میں اشارہ ہے کہ ہم کو خلق السمٰوٰت والارض میں کوئی تکان نہیں ہوا۔ اور جو لمحہ میں پیدا کر ڈالتے تاہم تکان نہ تھا پھر باوصف عدم تکان کے چھ روز میں پیدا کیا ہے تو تمہاری تانی اور درنگ سکھانے کو یہ امر ہوا تو تم صبر کرو کفار کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

طعن پر یہ ربط تو مابعد سے ہے۔ اور ماقبل سے بھی یہی واضح ہے کہ ہم نے پہلے بہت سی امم کو ہلاک کر دیا ہے اور ان کا ہلاک کیا دشوار ہے؟ کہ سموٰت والارض کے خلق ستّۃ ایام سے بھی ہم کو لغوب نہیں لگا اور معارضہ آیت وَاِذَا اَرَدْنَا کا نہایت ضعیف ہے اور تو سنو کہ تمام اشیاء کا خالق حق تعالیٰ ہی ہے پھر خلق سموٰت میں تو آپ کا شبہ ہوا۔ انسان کے نو ماہ میں پیدا ہونے کا کبھی شبہ نہیں ہوا۔ علیٰ ہذا پس مراد یہ ہے کہ جس قدر کو ہم پیدا کرنا چاہتے ہیں ایک کلمہ سے پیدا کرتے ہیں فراہمی سامان کی ضرورت نہیں سو جس قدر سموٰت سے ہم نے چاہا فوراً ہو گیا پھر جتنا چاہا فوراً ہو گیا۔ علیٰ ہذا اسی واسطے بیضاوی نے کہا ہے فی ستّۃ ایام دفعات چھ دن میں چند مرتبہ اور جو یوم کی قدر چھ یوم کی مراد ہو جب بھی حرج نہیں کہ تھوڑا تھوڑا پیدا کرنا تھا۔ اسی طرح پیدا کر دیا جیسا کہ تمام دنیا میں مشاہد ہے۔ زیادہ بسط میں طول ہے اور فہم کو یہ کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(لطائف رشیدیہ)

تشریح | اس تفسیر میں حضرت قدس سرہ نے چند چیزیں بیان فرمائی ہیں جن کی تشریح کی جاتی ہے۔ مابعد کی آیت مبارکہ سے ربط ظاہر فرمایا ہے وہ یہ ہے

فاصبر علیٰ مایقولون وسبح	پس کافروں کے کہنے پر صبر کیجئے اور اپنے
بحمد ربک قبل طلوع الشمس	رب کی پاکیاں بیان کر حمد کے ساتھ سورج
وقبل الغروب۔	طلوع ہونے سے اور سورج غروب ہونے سے قبل

یعنی آدمی کو چاہیئے کہ ناگوار حالات پیش آنے پر صبر کرے اور انتقام کے لئے جلدی نہ کرے کیوں کہ اللہ رب العالمین کے کاموں میں جلد بازی نہیں مثلاً خلق سموٰت والارض میں چھ دن لگا دیئے چاہتے تو آن واحد میں کر ڈالتے۔ اسی طرح ظالموں اور شریروں سے ضرور انتقام لیا جائے گا۔ اور ان کی کشتی کو بھر کر ڈبو یا جائے گا مگر جلدی نہیں اس لئے صبر سے کام لیجئے۔ اور ایسے ناگوار حالات میں واویلا مچانا، شکایات کرنا بیکار ہے۔ بلکہ ان دونوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

وقتوں میں خدا کی حمد و ثنا کیجئے اور اسی کی طرف متوجہ رہیئے۔

یاد رہے ظلم اور شرارتوں کا واحد علاج یہی ہے کہ آدمی ان دونوں وقتوں کو خدا کی یاد سے بھر لیا کرے اگر اس نسخہ پر عمل کیا تو کامیابی ہے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ ظالم سرمایہ داروں اور شریروں کی ہلاکت اسی نسخہ کیمیا تاثیر سے ہوئی ہے

ماقبل کی آیت مبارکہ یہ ہے۔

وکم اھلکنا قبلھم من قرن ھم	اور کتنی تباہ کر چکے ہم ان سے پہلے جماعتیں
اشد منھم بطشا فنقبوا فی	کہ ان کو قوت زبردست تھی ان سے پھر
البلاد ھل من محیص۔	کریدنے لگے شہروں میں کہیں ہے بھاگ جانے کا ٹھکانہ

لہٰذا ان کافروں کا ہلاک کرنا بھی دشوار نہیں ہے۔ کیونکہ ہم چھ دن میں تمام کائنات کو پیدا کر چکے ہیں آپ صبر سے کام لیں اور خدا کی حمد و ثنا بیان کرتے رہیں یعنی آپ اپنا کام (صبر و ذکر) کرتے رہیں اور ہم اپنا کام کریں گے۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۔ (النجم)

اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کرتا ہے۔

تفسیر مطلقاً نفع غیر کی نفی ہے۔ خواہ نیابۃً ہو خواہ ہبۃً خواہ نسبیاً اور دیگر آیات قطعیہ سے اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً

والذین امنوا واتبعتھم	اور جو لوگ یقین لائے اور ان کی راہ پر چلی
ذریتھم بایمان الحقنا بھم	ان کی اولاد پہونچا دیا ہم نے ان تک انکی
ذریتھم وما التنھم من عملھم	اولاد اور گھٹایا نہیں ہم نے انسے انکا کیا
من شیء کل امرئ بما کسب رھین۔	ذرا بھی ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سورۂ طور کی آیت کہ آباء کے اعمال صالحہ کی وجہ سے ترقی درجات اولاد کی منصوص ہے اور

واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات۔ — آپ اپنے لئے استغفار کیجئے اور مؤمنین اور مؤمنات کیلئے

بسبب استغفار کسی کے رفع سیئات اور رفع درجات منصوص ہے۔ پس قطعی کو قطعی سے یہاں سے مقید کرنا ہے اور وصول ثواب عبادت مالیہ کا مجمع علیہ تمام امت مقبولہ کا ہے اور اس کے اثبات میں احادیث کثیرہ کہ حد تواتر معنوی کو پہونچ گئی ہیں۔ موجود ہیں۔ اور وصول ثواب بدنیہ میں بھی روایات کثیرہ ہیں کہ اگر جمع کی جاویں تو تواتر کو پہونچ جاویں سو ایسے موقع پر قطعی کو قطعی سے تخصیص یا نسخ کیا گیا ہے۔ آیت ہو یا حدیث متواتر و مشہور خلاف مسئلہ سماع موتی کے اور مسئلہ بکاء علی المیت کے کہ وہاں بمقابلہ قطعی خاص و عام کے خبر واحد ہوئی لہٰذا وہاں خبر واحد میں تاویل کی گئی۔ دونوں میں فرق ظاہر ہے۔ معہذا آیت ان الانسان الخ کا ایسا ترجمہ ہو سکتا ہے کہ حاجت تقلید کی نہ ہو۔ کہ ماسعیٰ مطلق ہے اس سے کہ خود سعی ہو یا باعث نفع عمل غیر کا ہو۔ یعنی اسلام و ایمان کہ اگر سعی ایمانی اسلامی ہے تو دوسرے کے عمل سے نفع ہو ویگا۔ ورنہ حالت کفر میں نہ ہو ویگا۔ چنانچہ یہ ترجمہ بعض مفسرین نے لکھا ہے۔ اور آیت

یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔ — اور جس دن نہ نفع دیں گے مال اور نہ اولاد مگر جو آیا اللہ کے پاس قلب سلیم لیکر۔

سے یہ واضح ہوتا ہے پس جب معنی اس آیت کے یہ ہوئے تو اس آیت میں انسان سے مراد کافر ہو گیا۔ اور ماسبق میں کافر کو ہی خطاب بھی ہے۔ بہر حال اس آیت کا مسلک دیگر ہے اور آیت سماع و بکاء کا طریق دیگر ہے۔ (لطائف رشیدیہ)

تشریح | آیت مبارکہ سے قبل والی آیت یہ ہے

ان لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ — یہ کہ نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کے اوپر عطف ہے وان الخ اور شروع سے کلام میں خطاب کافروں سے ۔

ہو رہا ہے۔ جس کی بنا پر ربیع بن انس نے بھی کہا ہے کہ مراد انسان سے کافر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے لام بمعنی علیٰ ہے اسی کے ساتھ حضرت قدس سرہ نے جو توجیہ فرمائی ہے وہ اپنی جگہ اتنی محکم ہے کہ کسی توجیہ کا خلاف لازم نہیں آتا۔ پھر اس کی اصل تفسیر مظہری میں بھی مذکور ہے

ان انتفاع المؤمن بسعی غیرہ	مومن کا دوسرے کی سعی سے فائدہ
مبنی علی ایمانہ ۔ صفحہ ۱۳۰ / ۹۷	اٹھانا اس کے ایمان پر مبنی ہے ۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے اسی پر اجماع نقل کیا ہے ۔

وقد نقل غیر واحد الاجماع	بکثرت حضرات نے اجماع نقل کیا
علی ان الدعا ینفع المیت	ہے کہ میت کو دعا سے فائدہ ہوتا ہے
ودلیلہ من القرآن قولہ تعالیٰ	اور اسکی دلیل قرآن پاک کی آیت
والذین جاؤ من بعدھم	ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَآؤُ ۔
یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا	
الذین سبقونا بالایمان	

مظہری صفحہ ۱۳۶ / ۹۷

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا

اگر ہم اتارتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو دیکھ لیتا کہ وہ دب جاتا پھٹ جاتا

مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۔ (الحشر)

اللہ کے ڈر سے ۔

تفسیر اس کے معنی یہ ہیں جیسے احکام قرآنی بشر پر نازل ہوئے ہیں۔ اگر یہ حکم جبل پر نازل ہو جاتا اور اس کو متکلف بنایا جاتا تو اس کا خشیت باری تعالیٰ سے یہ حال

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوتا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا پس انسان باوجودیکہ احساس اور ادراک میں اس سے بہت زیادہ ہے۔ مگر اس کو اس قدر غفلت ہے۔ کہ اصلاً اثر نہیں ہوتا۔ اس پر یہ استبعاد کہ انسان پر باوجود حواس عشرہ ظاہریہ و باطنیہ کے اثر نہیں ہوتا بے محل ہے۔ اس لئے کہ انسان پر اگر غفلت و قساوت کا پردہ نہ ڈالا جاتا تو بیشک وہ اس سے بھی زیادہ ہوتا مگر چونکہ اس میں جبل کے برخلاف شہوات وغیرہ کو غالب کر دیا اس لئے وہ برداشت کر لیتا ہے اور جب قساوت و غفلت کم ہوتی ہے تو انسان کی حالت بھی قابو میں نہیں رہتی۔ چنانچہ بہت سے اکابر کے حالات اس قسم کے مشہور رہیں کہ قرآن کریم سنکر ان کا کیا حال ہوا۔ حتی کہ بہت سے اسی وقت مر گئے ہیں۔ جن مقربان بارگاہ کو باوجود حضور قلب وحصول تدبر و تفکر کے پھر بھی تغیر نہیں ہوتا تو یہ حق تعالٰے کی طرف سے ان کو قوت و ثبات و استقلال جو عطا ہوتا ہے اس کی برکت و سبب ہے اور یہ کہنا کہ جبل وغیرہ کو اصلاً احساس نہیں اصول اسلامیہ کے خلاف ہے۔ اور واقف احادیث نبویہ ان اشیاء میں ایک قسم کے ادراک کا انکار نہ کرے گا۔ حق تعالٰے نے ان جملہ اشیاء میں ایک قسم کا ادراک و احساس رکھا ہے۔ اگرچہ وہ ادراک اس قسم کا نہ ہو کہ انسان و ملائکہ و جن کو دیا گیا ہے مگر وہ اپنے اس نوع ادراک سے بوجہ اپنی قوت و خشیہ کے اور نہ ہونے قساوت کے اور نہ ہونے اس قوت کے جو بشر میں رکھی گئی ہے۔ اگر اس پر قرآن نازل کیا جاتا تو ہرگز اس کی برداشت نہ کرتا۔ اور بعض مفسرین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ اگر جبل کو ادراک دیا جاتا جو انسان کو دیا گیا ہے۔ تب اس کا یہ حال ہوتا پس اگر یہ معنی لئے جاویں تب تو کوئی اشکال ہی وارد نہیں ہوتا۔ اور بندہ بوجہ معذوری چشماں کے بسط جواب سے معذور ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ)

(سنہ ۱۳۱۶ھ)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِن يَّوْمِ الْجُمُعَةِ

اے ایمان والو! جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن

فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (الجمعۃ)

تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید و فروخت۔

تفسیر | اتقان میں ہے

سورۃ الجمعۃ الصحیح انھا مدنیۃ کما روی البخاری عن ابی ھریرۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزلت علیہ سورۃ الجمعۃ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم قلت من ھم یا رسول اللہ۔ الحدیث ومعلوم ان اسلام ابی ھریرۃ بعد الھجرۃ بمدۃ وقولہ یا یھا الذین ھادوا خطاب للیھود۔ کانوا بالمدینۃ واٰخر السورۃ نزل فی انفضاضھم حال الخطبۃ لما قدمت العیر کما فی الاحادیث الصحیحۃ فثبت انھا مدنیۃ کلھا۔

سورہ جمعہ صحیح یہ ہے کہ وہ مدنی ہے جیسا کہ بخاری نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم حضور صلعم کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ آپ پر سورہ جمعہ اٰخرین منھم نازل ہوئی تو میں نے دریافت کیا حضور وہ کون ہیں۔ الحدیث یہ ظاہر ہے کہ ابوہریرہ ہجرت کے ایک مدت بعد مسلمان ہوئے اور آیت یا یھا الذین ھادوا یہود سے خطاب ہے جو مدینہ میں تھے اور سورۃ کا آخری حصہ میں حالت میں ان کے منتشر ہونے کا حال ہے جب قافلہ آیا تھا جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ پس ثابت ہوا کل سورہ جمعہ مدنی ہے

پس ان روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ نزول آیت جمعہ کا بعد فرضیت جمعہ کے ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسی آیت کے نزول سے ابتدار فرضیت جمعہ امت پر نہیں ہوئی بلکہ نزول آیت کا بعد فرضیت جمعہ کے ہے۔

بہت سے احکام اس قبیل سے ہیں کہ اول حکم نازل ہوگیا اور آیت اس باب میں بعد میں نازل ہوئی یہ آیت بھی اسی قسم میں داخل ہے۔ سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں۔

النوع الثانی عشر ما تاخر حکمہ عن نزولہ وما تاخر نزولہ عن حکمہ ومن امثلتہ ایضاً اٰیۃ الجمعۃ فرضت بمکۃ۔	بارھویں قسم وہ ہے کہ اس کا حکم نزول سے متاخر ہے اور نزول اس کے حکم سے متاخر ہے اس کی مثال آیت جمعہ ہے جو مکہ میں فرض ہوا تھا۔

پس جو علمار فرماتے ہیں کہ فرضیت جمعہ بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں ہوئی اس آیت سے سوا گران کی یہ مراد ہے کہ وہ آیت جس سے فرض ہونا جمعہ کا ہم کو معلوم ہوتا ہے مدینہ میں نازل ہوئی تو یہ قول ان کا درست و بجا ہے اور اگر یہ معنی ہیں کہ جمعہ مدینہ طیبہ میں بعد ہجرت اس آیت سے ہی فرض ہوا تو اہل بصیرت پر واضح ہے کہ یہ رائے خلاف واقعہ ہے چنانچہ اوپر کی احادیث سے ظاہر ہوگیا اور یہ جو روایت ابوداؤد وغیرہ کی ہے کہ

جمع اھل مدینۃ قبل ان یقدمھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل الجمعۃ فقالت الانصار ان للیھود یوماً یجتمعون فیہ کل سبعۃ ایام وللنصاریٰ کذلک فھلم فلنجعل یوماً نجتمع فیہ فنذکر اللّٰہ تعالیٰ ونصلی ونشکرہ فجعلوہ یوم	حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لے جانے سے قبل اہل مدینہ جمع ہوئے انصار نے کہا کہ یہود کے جمع ہونے کا بھی دن ہے اور نصاریٰ کے جمع ہونے کا بھی دن ہے۔ اب ہم بھی ایک دن مقرر کریں گے جس میں سب جمع ہوکر اللہ کا ذکر۔ نماز اور اس کا شکر ادا کریں گے۔ چنانچہ اس کے لئے انھوں نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

المعرجة واجتمعوا اسعد بن	یوم عروبہ مقرر کیا۔ اور سعد بن زرارہ
زرارۃ فصلی بھم یومئذ و	کے پاس آئے انھوں نے ان کو نماز
انزل اللہ تعالیٰ بعد ذٰلک	پڑھائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے
اذا نودی للصلوٰۃ من یوم	نازل فرمایا۔ اِذَا نُودِیَ الخ
الجمعۃ۔	

سو یہ روایت عارض اس پہلی روایت کے کہ جس میں امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باقامت جمعہ ثابت ہوتا ہے ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اجتماع انصار کا از رائے خود قبل امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھا۔ اور وہ صلوٰۃ تنفلاً تھی۔ اس کے سبب سے انھوں نے فرض ظہر ترک نہ کیا تھا۔ کیوں کہ یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ کہ اپنی رائے سے ایک امر ایجاد کر کے فریضۂ حق تعالیٰ کو چھوڑ بیٹھتے۔ اور بعد امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فریضۂ جمعہ دو رکعت پڑھی گئی۔ اور اس کو مسقط ظہر ٹھہرایا گیا۔ پس ان دونوں واقعوں میں کچھ مخالفت اور تعارض نہیں۔

الحاصل محقق ہو گیا کہ فرضیت جمعہ مکہ میں ہو چکی تھی اور مکہ معظمہ میں اقامت سے تعذر رہا۔ اور مدینہ طیبہ میں کہ مصر تھا اور مسلمانوں کو تمکن اقامت جمعہ کا تھا۔ جمعہ بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری رہا اور جو مواقع محل اقامت جمعہ نہ تھے مثل عوالی، قبا وغیرہ وہاں جمعہ جاری نہیں ہوا۔ حالانکہ وہاں بہت .... مسلمان مقیم تھے اور نہ کبھی بعد میں وہاں جمعہ پڑھا گیا۔

اور بعض اوقات اطلاق قریہ کا باعتبار اس کے معنی لغوی " اجتماع " کے مدینہ پر بھی ہو جاتا ہے۔

وقالوا لولا انزل ھٰذا القرآن	کہتے ہیں کہ کیونکر نہیں نازل کیا گیا یہ
علی رجل من القریتین عظیم	قرآن دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر۔

یعنی مکہ اور طائف اور اگر تسلیم ہی کر لیا جاوے کہ جواثی قریہ تھا تو یہ کیسے معلوم ہوا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ اہلِ جواثی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت واذن سے وہاں جمعہ ادا کیا تھا اور آپ کو اس کی اطلاع ہو کہ آپ سے اس کی تقریر بھی فرمادی ہو آج تک یہ کسی سے ثابت نہیں ہوا ہے کہ یہ فعل ان کا باذن واجازت آپ کے تھا اگر کسی کو دعویٰ ہو کہ توصراحۃً اجازت آپ کی کسی صحیح حدیث سے ثابت کرے

عن ابن عباس اول جمعۃ	حضرت ابن عباس فرماتے ہیں پہلا
جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ	جمعہ اسلام میں جو بعد مسجد نبی کریم
جمعت فی مسجد رسول اللہ	صلے اللہ علیہ وسلم کے جمعہ کے قائم ہوا
صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد	ہے وہ بحرین کے قریہ جواثی میں
عبد القیس بجواثی من	ہوا ہے۔
البحرین	

اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اگرچہ یہاں اذن بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نہ ہو۔ یا کسی نے خبر اس اقامت کی آپ کو نہ دی ہو تا کہ آپ کی تقریر اور سکوت موجب جواز ٹھہرائی جاوے۔ مگر آپ کی حیات میں اہل جواثی نے یہ اقامت جمعہ کی تھی۔ تو اگر یہ اقامت ناجائز ہوتی تو بالضرور بذریعہ وحی کے آپ کو اطلاع دی جاتی اور آپ اس کو منع فرماتے۔

اب بندہ عرض کرتا ہے کہ جو امر صحابہ نے اپنی رائے سے بدون علم واطلاع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل درآمد فرمایا اور اس کی ممانعت میں نزول وحی نہ ہوا تو اس امر کے جواز کی دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں کوئی نص کوئی ممانعت کی نہ ہو دوسرے یہ کہ عامہ صحابہ اس پر تعامل فرمادیں نہ چند نفر اصحاب۔ اگر کوئی نص ممانعت کی موجود ہو تو ہرگز صحابہ کا تعامل معتبر نہ ہوگا۔ بمقابلہ نص صحیح صریح کے۔ اور نہ یہاں ضرورت نزول وحی کی ہوگی کہ وہ نص ممانعت خود بمنزلہ وحی موجود ہے۔ چنانچہ سب

toobaa-elibrary.blogspot.com

پر واضح ہے۔ اور اگر بدون اطلاع نص کے اکثر صحابہ نے بھی کوئی عمل کیا اور اس پر انکار کیا گیا تو وہ بھی قابل اعتماد کے نہ ہوگا۔ اور ضرورت نزول وحی کی نہ ہوگی۔ کیونکہ قول و فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مثل وحی کے ہے۔

الحاصل نہ اقوال صحابہ میں اختلاف ہے اور نہ رجوع الی المرفوع سے جواز اقامت قرئ ثابت ہے۔ پس مذہب حنفیہ پر کسی طرح اشکال نہیں ہے۔ البتہ نظر غائر درکار ہے اور بس۔

(ملخصاً از اوثق العری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اِرشادات و اِستنباط

۱:- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ شانہٗ سے دعا کی تھی۔

واحلل عقدۃ من لسانی میری زبان کی گرہ کھول دیجئے کہ وہ

یفقھوا قولی۔ میری بات سمجھ لیں۔

اللہ تعالیٰ کیطرف سے ارشاد ہوا۔

اوتیت سؤلک یا موسیٰ اے موسیٰ ہم نے آپکو آپکا مانگا عطا کیا

حضرت قدس سرہٗ سے دریافت کیا گیا؟ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی ضغطۂ زبان کے باعث رانوں پر جوش غضب میں ہاتھ مارا کرتے تھے حضرت قدس سرہٗ نے فوراً جواب ارشاد فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہی ناتمام تھی۔ خود ہی اس کا سوال کیا تھا کہ اتنی گرہ کھول کہ لوگ بات کو سمجھنے لگیں۔ سو عطا ہو گئی۔ پس جو بات کہتے گو بدقّت کہتے مگر لوگ سمجھ ضرور لیتے تھے کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر یفقہوا قولی نہ کہتے تو دعا تام ہوتی اور ساری لکنت جاتی رہتی۔ (تذکرۃ الرشید)

۲:- دریافت کیا گیا کہ مبتدعین مردوں کو فاتحہ وغیرہ کا ایصال ثواب کرتے ہیں تو کیا اس کا مردوں کو ثواب پہونچتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

اصل قرأت قرآن پاک کا ثواب کیوں نہ پہنچے گا اگرچہ اور زائد امور کا گناہ بھی ہو۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا جو ذرہ برابر خیر کرے گا اس کو پائیگا

یرہٗ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۴۳:- ایک صاحب نے دریافت کیا کہ اگر رات کا وظیفہ شب کو نہ ادا ہو تو دن میں قضا کرنے سے وہی ثواب ملے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

کیوں نہیں؟ ضرور ملے گا۔

ھو الذی جعل اللیل والنھار	وہی ہے جس نے کیا ہے رات اور
خلفۃ لمن اراد ان یذکر او	دن کو ایک دوسرے کا خلیفہ اس کے
اراد شکورا	لئے جو چاہتا یاد کرنا یا چاہتا ہے شکر کرنا

(تذکرۃ الرشید)

۴۴:- ایک مرتبہ مندرجہ ذیل آیت کے بارے میں ارشاد فرمایا

ءانتم تزرعونہٗ ام نحن	کیا تم کھیتی کرتے ہو یا ہم کھیتی کرنے
الزارعون لو نشاء لجعلناہ	والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اس کو
حطاماً۔	سکھا دیں۔

اور دوسری آیت میں ہے۔

ءانتم انزلتموہ من المزن	کیا تم پانی برساتے ہو یا ہم آسمان
ام نحن المنزلون لو نشاء	سے پانی برساتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو
جعلناہ اجاجاً۔	پانی کے ریلے کر دیں۔

پہلی آیت میں لجعلناہ لام کے ساتھ فرمایا ہے اور دوسری آیت میں جعلناہ بغیر لام کے اس میں فصاحت تامہ ملحوظ ہے کہ زراعت میں فی الجملہ انسان کو مداخلت ہے۔ پس مظنہ پائیداری تھا اور آدمی سمجھ سکتا تھا کہ جو اناج، غلہ کھیتی باڑی میری محنت و کاشتکاری سے پیدا ہوا ہے اسکو اپنی حفاظت سے محفوظ اور باقی رکھ سکتا ہوں۔ اس کا رفع حرف تاکید لام سے فرمایا۔ کہ آدمی سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ ہم چاہیں تو اس کو ملیا میٹ بیکار بنا دیں اور انزال مطر میں کسی طرح انسانی فعل کو دخل نہیں ہے۔ اس لئے تاکید کی حاجت نہیں ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیوں کہ اس کی حفاظت اور قابل انتفاع رکھنے کا انسان کو اپنی ناچاری کے باعث اس کو واہمہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر بارش نہ ہو تو آسمان کو بیٹھا تکا کرے۔ یا پانی شور ہو جائے تو ہاتھ ملتا پھرے۔ کوئی تدبیر اور علاج نہ ہو سکے۔

۵:۔ اما السائل فلا تنھر۔ الآیۃ — سائل کو جھڑکو مت۔

اس آیت کے متعلق ارشاد فرمایا۔ لوگ یہ معنی لیتے ہیں کہ بھیک دیدو۔ بھلا فلا تنھر سے دینا کہاں ثابت ہوگیا۔ اس کے علاوہ ذرا پچھلے مضمون پر تو غور کریں کیا بیان ہو رہا ہے۔

الم یجدک یتیما فاوی و — کیا نہیں پایا آپ کو یتیم کہ ٹھکانا دیا اور

وجدک ضالا فھدی — پایا آپ کو کہ راستہ معلوم نہ تھا پس رہبری کی

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کا اظہار ہے کہ تم یتیم تھے ہم نے تمہیں ٹھکانا دیا، فقیر تھے غنی بنا دیا آگے حکم ہے پس یتیم پر قہر نہ کرنا کیونکہ قدر سمجھ چکے ہو۔ اور فقیر کو جھڑکنا مت کیونکہ تنگدستی اور فقر کا زمانہ دیکھکر اندازہ کر چکے ہو۔ (تذکرۃ الرشید)

۶:۔ اس آیت کے تحت ارشاد فرمایا

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ — اور جب تک کسی رسول کو نہ بھیجیں ہم عذاب نہیں کرتے۔

اگر جبلی کفر پر مواخذہ ہوتا تو عالم ارواح ہی میں سب کو عذاب شروع ہوتا اور اطفال مشرکین کو بھی عذاب ہوتا۔ اور یہ نہ فرماتے۔ وما کنا الخ۔

۷:۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔ الآیۃ — آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔

ارشاد فرمایا۔ تکمیل دین کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو چکی ہے۔ بایں معنی کہ نصوص کلیہ ایسی نازل فرمائیں گئیں کہ ان نصوص سے تمام جزئیات دین کی جو قیامت تک پیش آئیں نکل سکتی ہیں۔ اگرچہ تصریح جزئیات کی نصوص میں مذکور نہیں پس بایں معنی تکمیل دین

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو چکی اور اخراج و استنباط جزئیات کا جو نص میں مصرح مذکور نہیں بعد میں مجتہدین اور علما نے کیا۔
(تذکرۃ الرشید)

۸:۔ یہ دیکھو چمبل کے گھاٹ پاٹ ڈوبیں پتھر ترائیں۔

فرمایا۔ پاٹ سنگ رقیق کو کہتے ہیں جو بڑے پتھر پر سے جدے ہو جاتے ہیں اور مثل اوراق کے ہوتے ہیں مطلب یہ ہے دریائے چمبل کے گھاٹ پر جا کر دیکھو عجب صورت الٰہی ظاہر ہو رہی ہے کہ باریک پتھر ڈوبتے ہیں اور موٹے بھاری پتھر تیرتے ہیں اور پانی کے اوپر کو جاتے ہیں۔ پس یہ اشارہ ہے قول باری تعالیٰ کی طرف۔

فمن ثقلت موازینہ فاولٰئک هم المفلحون۔ — پس وہ شخص کہ بوجھل ہوا اس کا پلڑا پس وہی ہیں کامیاب۔

(تذکرۃ الرشید)

۹:۔ سالکین کو ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

لئن شکرتم لازیدنکم — اگر تم نے شکر کیا تو تم کو زیادہ عطا ہوگا

جتنا بھی ہو سکے کرو۔ حق تعالیٰ کا شکر ادا کرو اس سے ترقی ہوگی۔

۱۰:۔ یسبح للہ ما فی السمٰوٰت و الارض۔ — زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔

اس میں لفظ ما عام ہے ذی روح اور غیر ذی روح کو۔ جمیع اشیاء حق تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں یہانتک کہ چیونٹی اپنے بھٹ میں اور حالت اکثر سالکوں پر منکشف بھی ہوتی ہے کہ ہر چیز سے اللہ کا ذکر نکل رہا ہے۔ لیکن انسان ہی ایسا کم ظرف ہے۔ کہ ایک دو دن ذکر کر کے پھول جاتا ہے۔ اور یوں سمجھنے لگتا ہے کہ میں کچھ ہو گیا ہوں۔ کچھ انوار معلوم ہوئے اور کہدیا کہ میں بھی کسی مرتبہ پر پہونچ گیا ہوں۔ یاد رکھو ایسے خیالات مردود بارگاہ بنا دیتے ہیں۔

(تذکرۃ الرشید)

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہاں تک حضرت قدس سرہٗ کے وہ ارشادات ہیں جو آپ نے ارشاد فرمائے ان میں بالالفاظ ہونا تو دشوار ہے ہاں بالمعنیٰ ضرور ہیں۔ ذیل میں آپ کے استنباطؒ پیش ہیں جو آپ نے قرآنی آیت کو کسی میں لبطور استدلال تحریر فرمایا ہے۔

استنباط و دلائل

حرمت تقیہ مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ اور مطلب اور وجہ استدلال حضرت قدس سرہٗ کے قلم سے پیش ہیں۔

۱۔ ان الذین توفّٰھم الملائکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللّٰہ واسعۃ فتھاجروا فیھا فاولٰئک ماوٰھم جھنم وساءت مصیرًا	بیشک وہ لوگ کہ قبض ارواح کی ان کی فرشتوں نے اس حال میں کہ ظلم کر رہے تھے وہ اپنی جانوں پر یعنی ظاہر میں مسلمان بنے ہوئے تھے بخوف کفار تو کہا فرشتوں نے۔ تم کس حال میں تھے۔ کہا انھوں نے ہم ضعیف تھے دنیا میں کمزور۔ کہا فرشتوں نے کیا اللہ کی زمین میں گنجائش نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے وہاں سے کہیں اور پس وہ لوگ ٹھکانا ان کا جہنم ہے بُرا ٹھکانا۔

خود حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس تقیہ ساختہ پرداختہ شیعہ کو حرام فرمایا ہے اس سے وجہ استدلال ہے کہ شیعہ حضرات کے علماء کہتے ہیں کہ تقیہ ائمہ پر واجب تھا۔ حضرت قدس سرہٗ نے اس کا جواب دیا کہ اس آیت میں اس کی حرمت مذکور ہے اس لئے کہ جن محصورین مکہ نے اللہ کے سامنے یہ عذر رکھا کہ ہم کمزور تھے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ ان سے خطاب ہے اور ان کا ٹھکانا دوزخ قرار دیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ	کیا گمان کیا ہے تم نے کہ داخل ہو گے
ولما یاتکم مثل الذین خلوا	تم جنت اور نہ آئی تم پر مثل پہلوں کی
من قبلکم مستھم الباساء	کہ لگی ان کو تکالیف سختیں اور ہلا دیئے
والضراء و زلزلوا حتی یقول	گئے یہاں تک کہ کہہ پڑے رسول اور اس
الرسول والذین امنوا معہ	کے ساتھ کے مومن کب آوے گی نصرت
متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ	اللہ کی۔ ہوشیار رہو جاؤ نصرت اللہ
قریب۔	کی قریب آتی ہے۔
۳۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ و	کیا گمان کرتے ہو کہ جنت میں جاؤ گے
لما یعلم اللہ الذین جاھدوا	تم اور نہ ظاہر جان لے مجاہدین کو تم میں سے
منکم و یعلم الصابرین	اللہ اور ظاہر جان لے صابروں کو تم میں سے

سوائے اس کے بہت آیات ہیں اگر عقل اور آنکھ ہو تو قرآن شریف ہر ہر شخص کے پاس موجود ہے۔ دیکھ لیوے مومن کو تو یہی تین آیت بس ہیں۔ (ھدایۃ الشیعہ)

ف ۔ ان تین آیات کے ذکر کرنے سے حضرت قدس سرہٗ کا منشا یہ ہے کہ وہ مذہب شیعہ کے رکن اعظم تقیہ کی حرمت کو ثابت کر رہے ہیں۔ کیونکہ ان حضرات کا کہنا یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور دیگر ائمہ تقیہ کی وجہ سے خاموش رہے۔ ورنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستحق خلافت وہی تھے۔

پہلی آیت سے وجہ استدلال ظاہر کر دی گئی۔ دوسری اور تیسری آیت سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ کے مخلص اور مومن بندے مصائب اور آلام میں گرفتار ہونے سے گھبرایا نہیں کرتے بلکہ راہ حق اور اعلان حق میں ان پر جو بھی مصیبتیں آتی ہیں ان کو برداشت کرتے ہیں۔ چنانچہ انبیاء و مومنین و سابقین کی سیر مقدسہ میں یہ چیز نہایت واضح طور پر ملتی ہے۔ اس لئے حضرت علی محض مصائب سے گھبرا کر کیوں تقیہ کرتے؟ حضرت قدس سرہٗ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

فی الحقیقت یہ نہایت چرپوز عذر ہے کہ کیوں کہ اگر تقیہ واجب ہوتا تو اول تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اظہار اسلام و اظہار حق میں تکالیف اٹھائیں کسی شیعہ پر مخفی نہیں سو چاہئے کہ معاذ اللہ حسب قاعدہ اہل تشیع خود رسول اللہ ہی عاصی و فاسق ہوئے۔ (ھدایۃ الشیعہ)

صحابی کی تعریف اہل سنت والجماعت کے نزدیک تو صحابی اسکو کہتے ہیں جو باسلام خدمت اقدس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور بایمان انتقال ہوا۔ اور جو مرتد ہو کر مرا اسکو صحابی نہیں کہتے۔ مگر شیعہ حضرات کہتے ہیں ایسے صحابی چار یا پانچ شخص تھے۔ بلکہ منافق تھے یا بعد وفات حضرت کے مرتد ہو گئے تھے حضرت قدس سرہ نے استدلال فرمایا۔

والسابقون الاولون من المھاجرین	اور سب سابقین اولین مہاجرین و انصار
والانصار والذین اتبعوھم	اور جو لوگ ان کے تابع ہوئے نیکی کیساتھ
باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا	اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور
عنہ واعد لھم جنت تجری تحتھا	تیار کیا ہے اللہ نے ان کے واسطے جنات
الانھار خلدین فیھا ابدا	بہتی نیچے ان کے نہریں ہمیشہ رہیں گے اس
ذلک الفوز العظیم	میں یہ ہے بڑی مراد پانی۔

اور معلوم اہل شیعہ کو ہے الف لام جمع پر معنی استغراق و عموم کے دیتا ہے تو واضح ہو گیا کہ حق تعالیٰ سب مہاجرین والانصار کو بشارت اپنی رضامندی اور جنت کی دیتا ہے۔ تو اب نفاق یا ارتداد مہاجرین والانصار کا کیوں کر احتمال ہو سکتا ہے۔

الغرض اس آیت قرآن شریف سے سب مہاجرین والانصار کا جنتی ہونا اور صحابی بمعنی خاص ہونا اور ایمان پر انتقال کرنا بیّن ہے۔ (ھدایۃ الشیعہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲- رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم مافی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم۔

البتہ راضی ہوا اللہ تعالیٰ مومنین سے جب بیعت کی انھوں نے تحت شجرہ پس جانا جو کچھ ان کے دل میں تھا پس اتاری سکینہ اور رحمت ان پر۔

اب شیعہ آنکھ کھول کر دیکھ لیں کہ تحت شجرہ بیعت کرنے والے مہاجرین والانصار تھے یا کوئی اور لوگ تھے اور آخر سورت تک دیکھو کیا کیا وعدہ مغفرت اور نصرت کے اور صفات ان کے کمالات کے مذکور ہیں۔

۳- وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما۔

اگر دو طائفہ مومنین کے آپس میں مقابلہ کریں تو ان میں صلح کرا دو۔

تو حق تعالیٰ باوصف مقاتلہ باہمی کے ان کو مومنین کہہ کر تعبیر فرماتا ہے۔

ترکہ رسول صلعم

۱- ما افاء اللہ علیٰ رسولہ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم۔ (الحشر)

جو کچھ کہ کیا اللہ نے اپنے رسول پر وہ اللہ کا ہے۔ اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں کا اور مسافروں ومسکینوں کا تاکہ نہ ہو جائے برتاؤ دولت مندوں کا۔

جو کچھ حق تعالیٰ نے بیان کیا ہے مصرف بیان کیا ہے کہ اس کے مستحق یہ لوگ ہیں اگر ملک ان لوگوں کی ہوتی تو حضرت ان پر تقسیم زمین کر دیتے اور آپ نے نہیں کی۔ بہرحال یہ معنی استحقاق و نفع ہے کہ اس کا محصول بیت المال میں رہے۔ اور ان مستحقوں پر صرف کیا جاوے جیسا دستور بیت المال کا ہے۔ سو جب ملک ہی کی آپ کی ان اشیاء میں نہ تھی پھر میراث کیوں کر جاری ہو اور اگر تسلیم کیا ہم نے ملک ہی حضرت کی تھی تو بھی سنو

toobaa-elibrary.blogspot.com

۔۔۔ آیت۔

یوصیکم اللہ الخ
اللہ تم کو وصیت کرتا ہے۔

جس میں مسائل میراث مذکور ہیں حق تعالیٰ نے بزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت
۔۔۔ خطاب کیا ہے۔ اس میں ذات پاک حضرت کی داخل نہیں دیکھو کہ اول شروع سورت سے
۔۔۔ حق تعالیٰ نے ایسے ہی احکام ارشاد کیئے ہیں۔ جو خاص امت کے حق میں ہے۔ اور حضرت رسالت
مآب کو اس میں داخل نہیں فرمایا۔ کہ دو یتیموں کو مال ان کے اور مت بدلا ان کا اپنے برے
کے بدلے اور مت کھا جاؤ مال ان کا اپنے مال میں ملا کر۔ اور اگر خوف ہو کہ عدل نہ کر سکو گے
یتیموں کے حق میں تو اور عورتیں نکاح میں لاؤ دو سے چار تک اور سوائے اس کے سب احکام
۔۔۔ دیکھو پھر منع کرنا یتیموں کا مال کھانے سے اور چار عورتوں سے زیادہ نکاح کرنے سے اور دیگر
سب امور حضرت رسالت مآب کے حق میں صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ حضرت کو چار سے
زیادہ بھی نکاح درست تھے ایسا ہی حکم وصیت میراث ہے۔ کہ آپ کے حق میں یہ حکم نہیں۔
یا بایں وجہ کہ آپ کی کچھ ہی نہ تھی۔ (ھدایۃ الشیعہ)

مشروعیت اجماع اجماع دلیل شرعی ہے۔ یہ کس آیت سے ثابت ہے۔ ارشاد
فرماتے ہیں۔

ومن یشاقق الرسول من بعد
ماتبین لہ الھدیٰ ویتبع
غیر سبیل المؤمنین نولہ
ماتولی ونصلہ جھنم وساءت
مصیرا۔

اور جو شخص مخالفت کرے رسول کی بعد
ظاہر ہونے ہدایت کے اور تابع ہو غیر
راہ مومنین کے ہم حوالہ کریں گے
جسکو اس نے لیا اور داخل کریں گے جہنم
میں اور وہ برے ٹھکانے پہونچا۔

سب مومنین کی مخالفت کو حق تعالیٰ نے حرام فرمایا یہ اجماع ہی ہے

تبلیغ رسالت یاایھا الرسول بلغ
اے رسول پہونچا دے جو کچھ اتارا گیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

ما انزل الیک من ربک — تیری طرف تیرے رب کی طرف سے اور
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ — جو نہ کریگا تو نہیں پہونچایا ہوگا تو نے اسکی
واللہ یعصمک من الناس۔ — رسالت کو اور اللہ نگاہ رکھے گا تجھکو لوگوں سے

علم غیب کی نفی

قل ما ادری — کہدے نہیں جانتا میں کیا کیا جاوے
ما یفعل بی ولا بکم۔ — میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ۔

فرق مراتب

۱۔ ھم من خشیۃ ربھم مشفقون۔ — اور وہ اللہ کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔

یہ آیت مومنین کی شان میں نازل ہوئی۔ فرشتوں کی شان میں ارشاد ہے۔

۲۔ یخافون ربھم من فوقھم — وہ اپنے رب کے اوپر سے ڈرتے رہتے ہیں

۳۔ اور شیعہ حضرات چونکہ تقیہ کے قائل ہیں اور غار سر من راہ کی طرف نظر لگائے بیٹھے ہیں اور مطمئن ہیں۔

ولا یامن مکر اللہ الا القوم الخٰسرون۔ — اور نہیں مامون ہوتے اللہ کی تدابیر سے مگر قوم خسارہ والی۔

(ہدایۃ الشیعہ)

رجعت ازواج

۱۔ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج۔ — نہیں حلال تجھکو اور عورتیں آئندہ اور نہ یہ بات کہ بدلے تو ان کے عوض اور عورتیں۔

اور حضرت نے حسب اس حکم کے ان کو تا مدت عمر گھر میں رکھا اور نکاح میں رکھا۔

۲۔ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما۔ — اور اگر تم ارادہ کرتی ہو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا تو اللہ تعالیٰ نے مہیا کیا ہے تمہاری نیکی کرنے والیوں کے واسطے اجر

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس دعدہ میں بسبب اختیار کرنے رسول اللہ کے داخل ہوگئیں۔

آیات خیار میں یہ حکم تھا کہ جو رسول اور آخرت کو اختیار کرے تو اس کو تو اجر بے شمار ملے گا اور جو دنیا کو اختیار کرے گا اس کو رخصت نہ دے دو۔ پھر ازواج نے آخرت کو اختیار کیا اور حضرت کو حکم عدم تبدیل کا ہوا تو رجوع ان کا عند اللہ معتبر رہا۔ اور وہ اجر آخرت میں داخل ہوگئیں اور منکر اس رجوع کا کافر۔ الطیبات للطیبین حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ جو زوجہ کسی نبی کی مرتد ہوئی نکالی گئی اور ازواج حضرت مسلمات طیبات تھیں وہ ساری عمر نبی کے ساتھ رہیں۔ اس میں اور اس میں فرق نہ جانے احمق ہے

عتاب بطور شفقت | عتاب بطور شفقت سے اللہ تعالیٰ اپنے مقبولوں کی تربیت فرماتے ہیں۔ حضرت پر چند بار عتاب ہوا ہے۔ مثلاً

۱۔ عفا اللہ عنك لم اذنت لهم (توبہ)	اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے آپ نے ان کو کیوں اجازت دیدی؟
۲۔ ولا تکن للخائنین خصیما	اور آپ دغابازوں کی طرف سے جھگڑنے
۳۔ واستغفر اللہ ان اللہ کان غفوراً رحیماً۔ (نساء)	والے نہ ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب فرمایئے بیشک وہ غفور رحیم ہے
۴۔ ماکان لنبیّ ان یکون له اسریٰ۔ الخ (انفال)	نبی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے یہاں قیدی رکھے۔
۵۔ یایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لك۔ (تحریم)	اے نبی آپ کیوں حرام کرتے ہیں جو آپ کے لئے حلال ہے۔

اہل سنت کے نزدیک ایسے خطاب عتاب ہیں کہ تقرب الٰہی رکھتے ہیں۔

ہمارا کام کہدینا ہے یارو۔
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

(ہدایۃ الشیعہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

عموم جنسی

ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون۔ | تحقیق جو لوگ کافر ہوئے برابر ہے ان پر کہ آپ ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لائیں گے۔

اس میں اگرچہ لفظ موصول عام ہے مگر مراد اس سے وہی معدود چند کافر ہیں جو کہ سابقہ روز ازل میں کافر مقدر ہو چکے تھے جیسے ابولہب، ابوجہل وغیرہ نہ کہ کل کفار کیونکہ بعد نزول اس آیت کے لاکھوں کافر مسلمان ہوئے۔ اگر اس آیت سے عموم جنسی مراد ہوتا تو کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ (الجمعة فی القری)

مجالس ممنوعہ کی عدم شرکت

قد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بھا ویستھزء بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم۔ (الآیۃ) | تمہارے اوپر کتاب اللہ میں نازل ہو چکا ہے کہ تم سنو کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکفیر اور ان کا استہزا کیا جا رہا ہے۔ تو تم ان کے پاس نہ بیٹھو! یہاں تک کہ وہ دوسری بات میں نہ لگ جائیں ورنہ تم بھی ان ہی جیسے شمار ہو گے۔

اس آیت میں شرکت جملہ مجالس ممنوعہ غیر مشروعہ و بدعات ضلالہ ثابت ہوتی ہیں یا نہیں زید کہتا ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ مجالس کفر و استہزا کو فرمایا ہے۔ دیگر امور کو اس کے تحت داخل کرنا تحریف کلام اللہ ہے لہذا مقول زید صحیح ہے یا نہیں اور تفسیر معالم میں تحت آیت جو قول حضرت ضحاک منقول ہے۔

دخل فی ھذہ الآیۃ کل محدث فی الدین وکل مبتدع الی یوم القیامۃ۔ | اس آیت میں ہر محدث اور بدعت جو قیامت تک ہوں داخل ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ زبید کے مقولے کے منافی ہے یا نہیں؟

حضرت قدس سرہٗ نے جواب میں تحریر فرمایا۔ اس آیت سے یہ عدم شرکت مجالس غیر مشروعہ ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح کہ استہزاء بکتاب اللہ حرام ہے۔ علیٰ ہذا بدعات خلاف حکم حرام ہیں جیسا کہ ان کی شرکت کی حرمت ثابت ہوتی ہے ایسے ہی دیگر معاصی کے یہی معنی تفسیر ضحاک کے ہیں کہ کل مبتدعہ کے ساتھ بیٹھنا اور ہر بدعت کا شریک حرام ہے۔ آپ کا فہم درست ہے۔

ف۔ راقم الحروف مرتب عرض کرتا ہے۔ کتاب اللہ سے احکامات یا تو صراحتًہ ثابت ہوتے ہیں اس کو تو نص صریح اور قطعی کہا جاتا ہے۔ یا دلالۃ اور اشارۃ اور اقتضاءً ثابت ہوتے ہیں۔ آیات مندرجہ بالا میں صراحتًہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکفیر اور ان کا استہزاء مذکور ہے جو بالکل حرام اور کفر ہے۔ اور اہلِ کفر کے افعال شنیعہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ لیکن حرمت کے بھی درجات ہیں۔ غور اگر کیا جائے مجالس غیر مشروعہ (جو افعال حرام کو مشتمل ہوتی ہیں) ان میں عملًا حدود خداوندی کو توڑا جاتا ہے اور احکاماتِ خداوندی کو پامال کیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے دلالۃً اور اقتضاءً وہ بھی تکفیر آیات اللہ اور استہزاء بآیات میں داخل ہیں۔

آجکل مجالس ممنوعہ اور غیر مشروعہ کی کثرت ہے۔ غیبت۔ جھوٹ۔ افتراپردازی۔ اور نقد و تبصرہ مجالس میں عام طور پر ہوتا ہے۔ لیکن اتفاق سے موجودہ تہذیب نے اس کو گوارہ کر لیا ہے۔ جمہوریت کی بنیاد پر بہت سی تقریبات اور مجالس ایسی وجود میں آئی ہیں جن کی اسلام میں قطعًا گنجائش نہیں ہے۔ مثلًا نقاب کشائی۔ افتتاحی مجالس۔ جھنڈے کی سلامی وغیرہ۔

اگر غور کیا جائے تو یہ مجالس ذہن اور فکر پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ جس سے زندگیوں کا رخ بدل جاتا ہے۔ اور یہی چیز خطرناک ہے۔ اور اسی کی آجکل کثرت ہے۔

تبلیغی لائن سے جو کوشش ہو رہی ہے وہ قابلِ تحسین ہے اور احیائے ملت اور دعوت دین کا بہت بڑا کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اقامت صلوٰۃ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور اقامت دین کی جو کوشش اس راستہ سے ہو رہی ہے وہ دین کی بہت بڑی خدمت ہے۔

ایک استدلال | کانچ کی چوڑیاں، جو عورتیں پہنتی ہیں جائز ہے یا نہیں۔ ؟

ارشاد فرماتے ہیں۔ درست ہیں۔

قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ۔ الآیۃ

آپ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے جو زینت کی چیزیں پیدا کیں ہیں ان کو کون حرام کر سکتا ہے ؟

فائدہ:۔ معلوم رہے دو چیزیں ہیں۔ زینت اور جمال۔ زینت کی اشیاء عورتوں کے لئے جائز ہیں۔ اور مردوں کے لئے حرام ہیں۔ مردوں کے لئے جمال والی چیزیں پسندیدہ ہیں مثلاً سلیقہ کا لباس۔ سلیقہ کی وضع قطع ان چیزوں کو اگر مرد اختیار کرتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں درست ہے۔ البتہ زینت اختیار کرنا مردوں کے لئے جائز نہیں ہے۔

جذباتِ عقیدت

دمے از خاک مولانا بروں آ | کہ بینم روئے زیبا قدِ رعنا
چہ دیدی کز سرم سایہ بریدی | چہ افتاد دست کہ مادامن کشیدی

نہ پہلویم گرفتم پاک رفتی
جفا کردی کہ زیر خاک رفتی

ختم شد

خاکروب آستانہ رشیدی
عزیز الرحمٰن غفرلہٗ۔ مرتب تفسیر ہٰذا
۳ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ فہرست مضامین تفسیر رشیدی

عنوان	صفحہ
ارشادات واستنباط	٨٩
استنباط و دلائل	٩٣
حرمت تقیہ	〃
صحابی کی تعریف	٩٥
ترکہ رسول صلعم	٩٦
مشروعیت اجماع	٩٧
تبلیغ رسالت	٩٧
علم غیب کی نفی	٩٨
فرق مراتب	〃
رجعت ازواج	〃
عتاب بطور شفقت	٩٩
عموم جنسی	١٠٠
مجالس ممنوعہ کی عدم شرکت	١٠٠
ایک استدلال	١٠٢
جذبات عقیدت۔	〃
خاتمہ	

سیرت خیر العباد — از قلم مفتی عزیز الرحمن صاحب

آج تک سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر علامہ ابن قیم نے زاد المعاد جیسی کتاب لکھدی ہے ویسی اب تک کوئی کتاب نہیں لکھی جا سکی حقیقت یہ ہے کہ سیرت رسول جس چیز کا نام ہے وہ اس کتاب میں موجود ہے۔ ہم نے اس کتاب کا اردو ترجمہ نہایت محنت کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اور ترجمہ کے ساتھ حاشیہ بھی ہے جس سے کتاب بہت زیادہ ضخیم ہوگئی ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے اس کو قسط وار شائع کرنا شروع کیا ہے۔ دو سو صفحہ کی ایک قسط ہے۔ اس طرح امید ہے کہ بارہ اقساط میں یہ کتاب مکمل ہوگی۔ کتاب کی خصوصیات یہ ہیں۔

(١) اوپر کے حصہ میں ترجمہ اور اصل حدیث اور اہم اقوال۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲) ترجمہ میں کوئی لفظ چھوڑا نہیں گیا ہے کامل اور مکمل ترجمہ ہے۔

(۳) نیچے کے حصہ میں حاشیہ اور مخصوص مباحث۔

(۴) علامہ ابن قیم نے جہاں اجمال سے کام لیا ہے حاشیہ میں اس کی پوری تفصیل ہے

(۵) فقہ واحادیث کے معرکۃ الآرا اور مفصل مباحث۔ غرضکہ یہ کتاب زادالمعاد کی قابل قدر اردو شرح ہے۔ ——— قیمت ہر دو حصہ غیر مجلد۔ سات روپیہ -/7

ولی کامل

از قلم : مفتی عزیز الرحمن صاحب

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سے دنیائے اسلام میں کون ہے جو واقف نہیں ہے۔ ان کی تبلیغی کتابوں نے جو اصلاحی کام کیا ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔ دنیا میں جہاں تک تبلیغی کام پھیلا ہوا ہے۔ سب لوگ حضرت ممدوح سے واقف ہیں۔ اس لئے ضرورت تھی کہ ان کے تفصیلی حالات زندگی مرتب ہوں۔

چنانچہ مفتی عزیز الرحمن صاحب نے نہایت محنت کے ساتھ برس ہا برس ان کے پاس رہ کر ان کے حالات زندگی لکھے ہیں۔ کتاب چھپنے کے بعد حضرت شیخ نے خود اس کو ملاحظہ فرمایا ہے اور سنا ہے۔ جو کتاب کے مستند ہونے کی دلیل ہے۔ کتاب دو حصوں میں ہے پہلا حصہ طبع ہو چکا جس کا دوسرا اڈیشن بھی قریب الختم ہے

قیمت :- مجلد 5/50

دوسرا حصہ جلد تیار ہو جائے گا۔

پتہ

منیجر مدنی دارالتالیف - بجنور ——— (یوپی)

toobaa-elibrary.blogspot.com